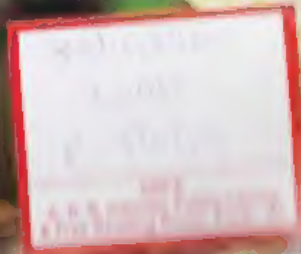


# کچھوے اور مگر چھ



زئی اور رام و جینکر (مگر چھ)  
اندر نیل داس (کچھوے)

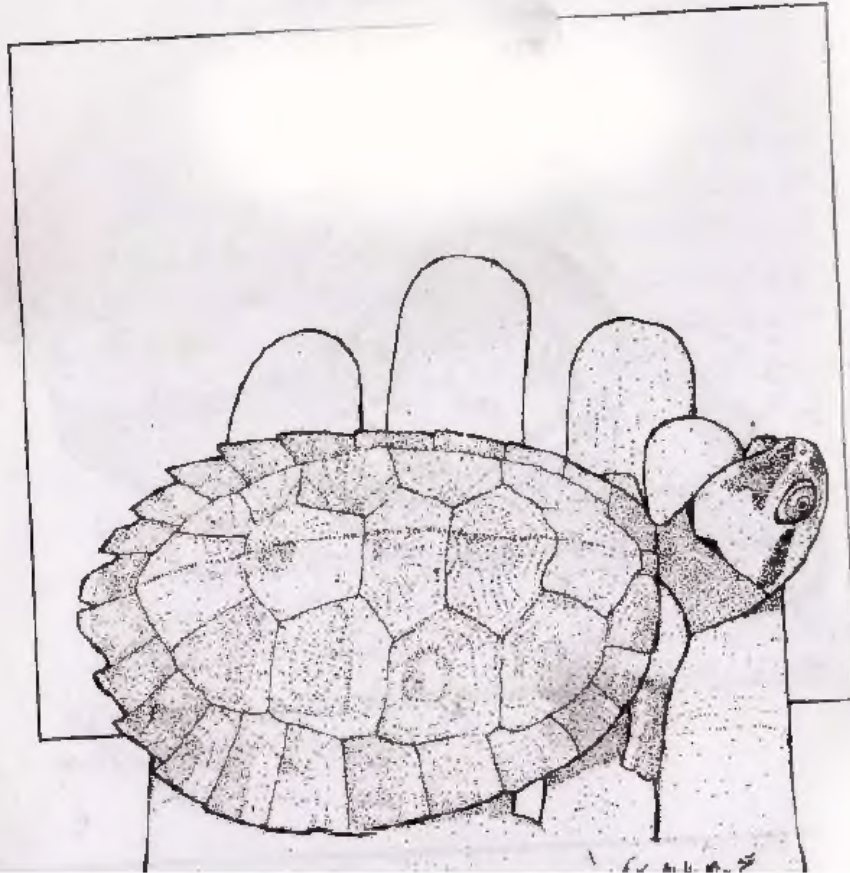


نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

نمبر دیال ہسکالیا

# کچھوے اور مگر چھ کی دنیا

اندر نیل داس اور زکی اور رام وٹھیکر  
تصویریں: رام وٹھیکر ڈرائیٹس: اندر نیل داس  
ترجم: خدیجہ عظیم



ISBN 978-81-237-1774-6

پہلا آروا ایڈیشن: 1996 (سا کا 1918)

دوسری طباعت: 2012 (سا کا 1934)

تیسری طباعت: 2013 (سا کا 1935)

© اندر نیل داس (کچھوے) اور زکی اور رام وٹھیکر (مگر چھ) 1993

اردو ترجمہ: نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا، 1996

The World of Turtles and Crocodiles (Urdu)

قیمت: 20.00

ناشر: ڈائریکٹر، نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

5، نہرو بھون، انسٹی ٹیوٹل ایریا، II،

وسنت کینج، نئی دہلی - 110070

Website : [www.nbtindia.gov.in](http://www.nbtindia.gov.in)

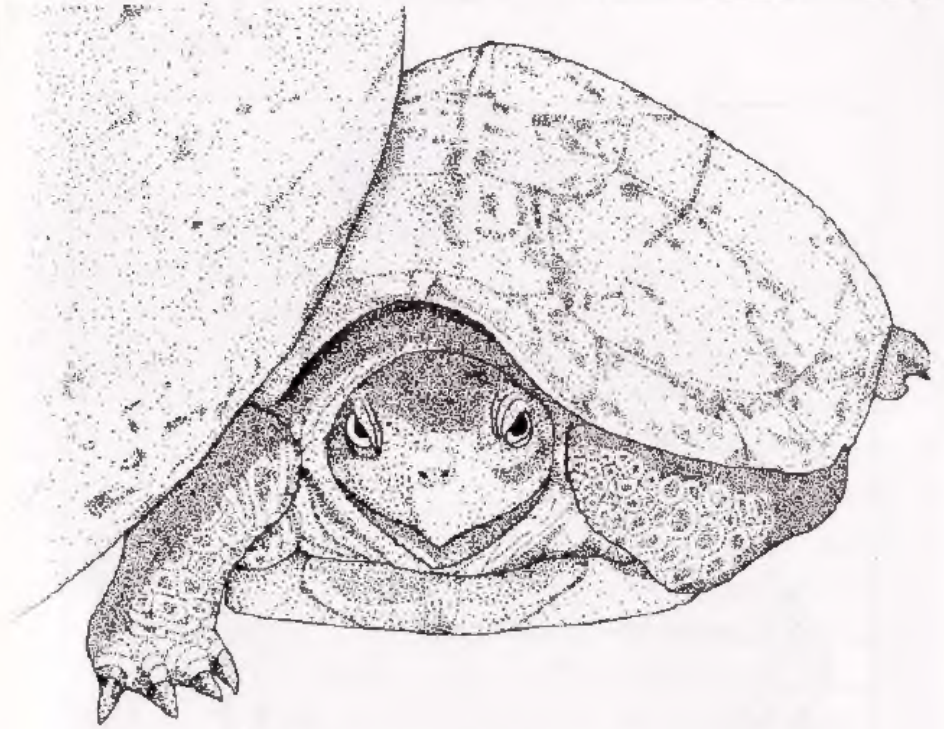


## کچھوے اور مگر مچھ کی دنیا

جہت الوہی ہے جانوروں کی دنیا ایک سے ایک عجوبہ نظر آتا ہے۔ ہم پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہوئے اپنے کانیز کے ساتھ کیرالہ کے گئے، جنگلوں کی ایک وادی میں آگے بڑھ رہے تھے۔ گائیڈ کا تعلق کارو قبیلہ سے تھا یہ لوگ، شہد، جنگلی پھلوں، بچوں اور جڑی بوٹیوں پر گزارا کرتے ہیں جھاڑیوں کو ہٹا ہٹا کر غور سے ادھر ادھر راستہ دیکھ کر چل رہا تھا ایک جگہ رک کر ہمیں پکارا اور ایک گئے اور اونچے درخت کی جڑوں کی طرف اشارہ کیا جہاں درخت کے تنے کے پاس ہمیں کچھو بیٹھا نظر آیا۔۔۔ دنیا کے انوکھے اور کیاب کچھووں میں سے ایک۔۔۔ کچھ پورپانی سے دور جنگل کی تنگ زمین پر؟ جی ہاں! وہ جنگل کا کین کچھو تھا۔ یہ نادر جانور صرف ہندوستان کے مغربی گھاٹ کے گئے چنے جنگلوں میں ہی پایا جاتا ہے۔

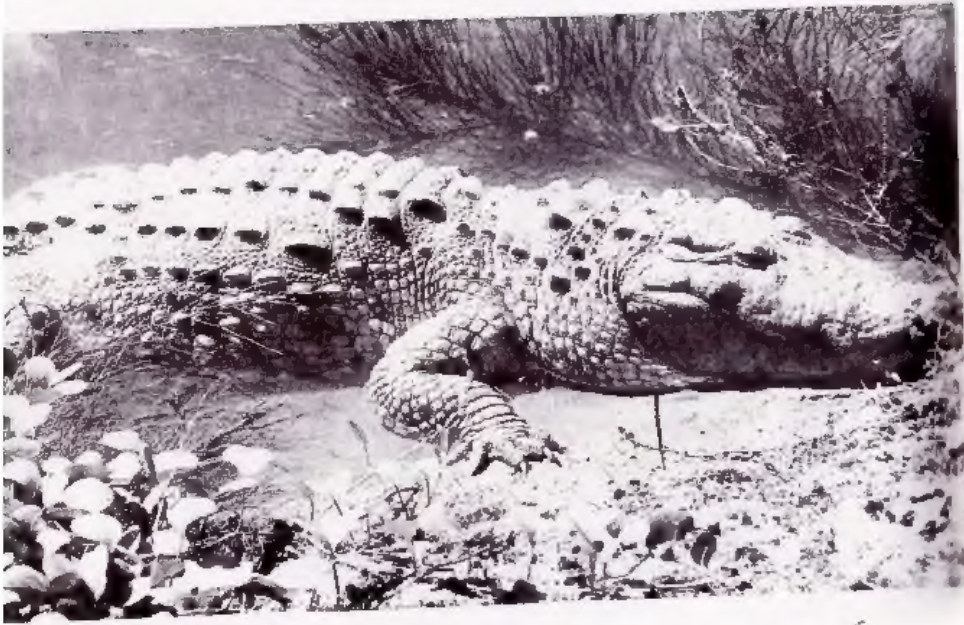
یوں تو عام طور پر کچھوے (tortoises) زمین پر اور آبی کچھوے (turtles) پانی میں رہتے ہیں، لیکن بعض کچھوے ایسے بھی ہیں جو ان بندشوں کو غیس مانتے۔ مثال آپ کے سامنے ہے زیادہ تر آبی کچھوے (ٹرٹل) اپنی زندگی کا بڑا حصہ پانی میں گزارتے ہیں، بس وراسی دھوپ تاپنے کو یا ٹنٹے دینے کے لئے کبھی کبھار باہر آتے ہیں۔ مگر پھلوں کا بھی یہی حال ہے۔ یقین مانو ہم نے تو ایک ہی دریا کے کنارے کچھووں اور مگر پھلوں دونوں کو دھوپ کے حرے لوستے دیکھا ہے۔ مگر ظاہر ہے یہ آبی کچھوے چوکنار رہتے ہیں۔ ادھر کوئی مگر چھو سے زیادہ قریب آیا ادھر کچھوے نے غراپ سے پانی میں ڈبکی لگائی!

یہ آبی کچھوے (ٹرٹل) اور مگر چھو کبھی کبھی رات کو بھی باہر نکلتے ہیں۔۔۔ بھی کیرالہ



مغربی گھاٹ کے ترنگلات میں پایا جانے والا تنہائی پسند کین کچھو (cane turtle) جنگلوں کی سلی زمین پر رہتا ہے رینگنے والے کیرلے کوڑے مشروم چل اور سبزیاں کھاتا ہے۔

چاہئے۔ ریچنے والے ان کیڑوں (ریپٹائلز) کا نام بنتے ہی برسوں سے انسان متہ بنا کر آف افواہ کرنے لگتا ہے لیکن اب



مگر

لوگوں کا رویہ آہستہ آہستہ بدل رہا ہے آج ہمیں اندازہ ہونے لگا ہے کہ ریچنے والے یہ کیڑے (reptiles)، یہ جانور ہمارے ماحول کی دیکھ بھال اور صفائی میں بہت اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے بارے میں جانتا، علم حاصل کرنا، ان کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔

آئیے کچھوں اور مگر چھوٹی کی اس دنیا کو ذرا قریب سے دیکھا جائے

مکڑوں، مینڈکوں اور چوہوں کا شکار جو کرنا ہوتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ خشک سالی کی وجہ سے اگر تالاب سبھا دیا سو کھٹے گلے تپ بھی پانی کے کچھوے اور مگر چھ، مجبوراً اپنا سیرا چھوڑ کر باہر آجاتے ہیں، اور سنے بسیروں کی تلاش میں زمین پر لمبے لمبے سفر طے کرتے ہیں، بعض دفعہ تو کئی کئی کلو میٹر تک کا فاصلہ طے کر لیتے ہیں۔ بعض آبی کچھوے اتنے بڑے ہو جاتے ہیں کہ اور تو اور چھوٹے موٹے مگر چھوں تک کو کھا جاتے ہیں۔ لیکن مگر چھ کے بڑے ہونے کی دیر ہے۔ پھر تو کمائی اٹ جاتی ہے۔ مگر چھ نے ادھر ذرا سست رفتار پکھوا دیکھا، ادھر پک کر اسے پکڑا اور چا گیا۔ اس کے باوجود دلدلی علاقوں، تالابوں اور دریاؤں کے ان پانیوں کی زندگی سکون سے گزرتی ہے۔۔۔ نہ کوئی خطرہ نہ ڈر! بلکہ پانی کے بعض جیسے کچھوے تو دھوپ سیکھنے کے لئے مگر چھ کی پیٹھ پر یوں آ بیٹھتے ہیں جیسے وہ مگر چھ کی پشت نہ ہو کسی درخت کا تاج ہو!۔

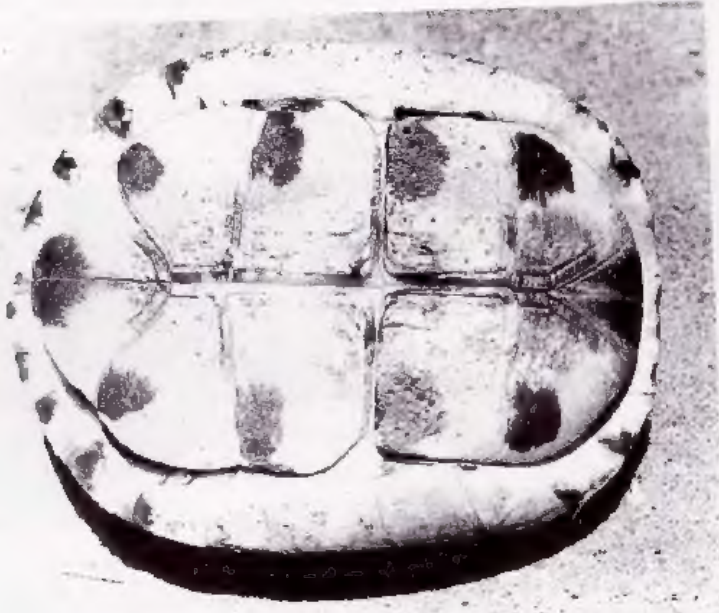
ہندوستان میں زمین کے کچھوں (ٹورٹوائز) کی بھی بہت سی قسمیں پائی جاتی ہیں اور آبی کچھوں (ٹرٹل) کی بھی ان سب کا پیٹ پوجا کا انداز الگ الگ ہے۔۔۔ کوئی پودے کھا کر گزارا کرتا ہے تو کوئی کیڑے کاٹنے، پھلی اور مینڈک کا شوقین ہے۔ اس کے برخلاف مگر چھ سب کے سب گوشت خور ہوتے ہیں۔ انہیں صرف پھلی اور گوشت چاہئے۔ ہندوستان میں تین قسم کے مگر چھ پائے جاتے ہیں۔۔۔ اور کچھ عرصہ پہلے تک تینوں ہی عام تھے لیکن اور بہت سے جانوروں کی طرح انسان، ان کے گوشت اور کھل کی خاطر، ان کو اندھا دھند مارتا چلا گیا۔ اور ان کی ہستیاں، اجاڑ کر وہاں پر فصلیں اکالیں، دکان کھڑے کر لئے، بند باندھ لئے ان مگر چھوں میں سے ایک، یعنی گھڑیاں، صرف پھلی کھاتا ہے، مگر (دلدل کا مگر چھ) اور کھادے پانی میں رہنے والا مگر چھ ہر اس چیز کو نوالہ بنا لیتا ہے جو اپنی ہر حرکت کرتی ہو۔۔۔ بس شرط یہ ہے کہ اس کا سائز صحیح ہو۔۔۔ چھ، سانپ، کیڑے، ہرن، کچھوے، پھلی اور ہر دے۔۔۔ ممال ان کے دست خوان پر کیا نہیں ہوتا!۔

تمکین پانی کے مگر چھ ساحل کے دلدلی علاقوں میں رہتے پھرتے ہیں۔ سمندری کچھوں (sea tortoise) (اور ان مگر چھوں کا شمار ریچنے والے ان چند جانوروں (reptiles) میں ہوتا ہے جو کھادے پانی میں جیون بتا لیتے ہیں۔ ان کے جسموں میں مختلف غدود ہوتے ہیں جن کی مدد سے وہ جسم سے فاضل نمک خارج کر دیتے ہیں۔

آپ جانتے ہی ہیں کہ کچھوے اور مگر چھ دونوں ہی سائپوں اور چھپکلیوں کی طرح ریچنے والے کیڑے (reptiles) ہیں۔ بہت عجیب و غریب، بڑے تیراکن ہیں یہ سب اور ہمیں تمہیں ان کے بارے میں جانکاری حاصل کرنی



ہاں تو مختصر یہ کہ آبی کھو (ٹرٹل) گویا تمام کھوؤں، آبی کھوؤں اور تھراپین کا ایک مشترکہ اور بھلا سا نام ہے۔ اصل نسل کھوے تو، بحرِ مال، مٹھ پانی کے تالابوں یا دریاؤں میں رہتے ہیں، اور اس کے خول کو ہے پیسے سخت



یہ مضبوط ڈھلایا کے کھس لیا کھوے (box turtle) کا حکم پوش (plastron) ہے جس نے جسم کے نرم حصہ کو پوری طرح ڈھک لیا ہے۔

ہوتے ہیں، بلایہ مقابلہ آزار نرم خول والے ہوتے ہیں۔ دنیا بھر میں سب طاقتور، آٹھ قسم کے سمندری کھوے پائے جاتے ہیں۔ اور وہ صرف اٹھارے دینے کے لئے پانی سے باہر آتے ہیں۔ شکرے کی چونچ جیسی تھو تھنی والا کھو، بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ اسے کبھی کبھی کھوے (tortoise) کے خول والا آبی کھو (turtle) بھی کہتے ہیں۔ اوہو، سر چکرا

## آبی کھوے اور کھوے

ہجیم میں سے زیادہ تر لوگ مگر چھ سے ڈرتے ہیں۔ انہیں ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں ہوتی لیکن کھوے تو بہت پیارے لگتے ہیں۔۔۔ چھوٹے چھوٹے، جسم بھرے منہ، گنبد جیسے بدن اور ڈنگاتی ہوئی، مضحکہ خیز چال اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نہ ڈنک نہ زہر۔۔۔ یوں بھی شاید یہ کبھی ہی کاٹتے ہوں!

کھوے (tortoise)، آبی کھوے (turtles) اور ندی کے کھوے تھراپین (terrapins)۔ تین نام، اور ایک سے ایک بے شک، دماغ کو ابھانے والے آخر کون سا کون ہے؟ ایک صاحب نے تو اس مسئلہ پر نظم تک لکھ دی تھی:

سارے کھوے آبی کھوے

لیکن سارے آبی کھوے

نہیں ہیں ہرگز عام کھوے

سب ہی تھراپین ہیں آبی کھوے

لیکن سارے آبی کھوے

تھراپین نہیں ہیں بھائی۔

بہت سے کھوے کھوے ہیں، اور بس

کہا، دوست! اور صاحب آسٹریلیا کا شمالی نما کچھو اور اصل ٹھنڈے پانی کا کچھو ہے۔ ہر حال، یہ اسے بہت سارے نام یاد رکھنے کی کوشش کی تو میں ہم تو چکرا جائیں گے بہتر یہ ہے کہ اتنی سی بنیادی بات یاد رکھیں کہ پانی کے باسیوں کو عام طور پر آبی کچھوے (ٹرٹل) اور زمین کے باسیوں کو صرف کچھو (tortoise) کہا جاتا ہے۔

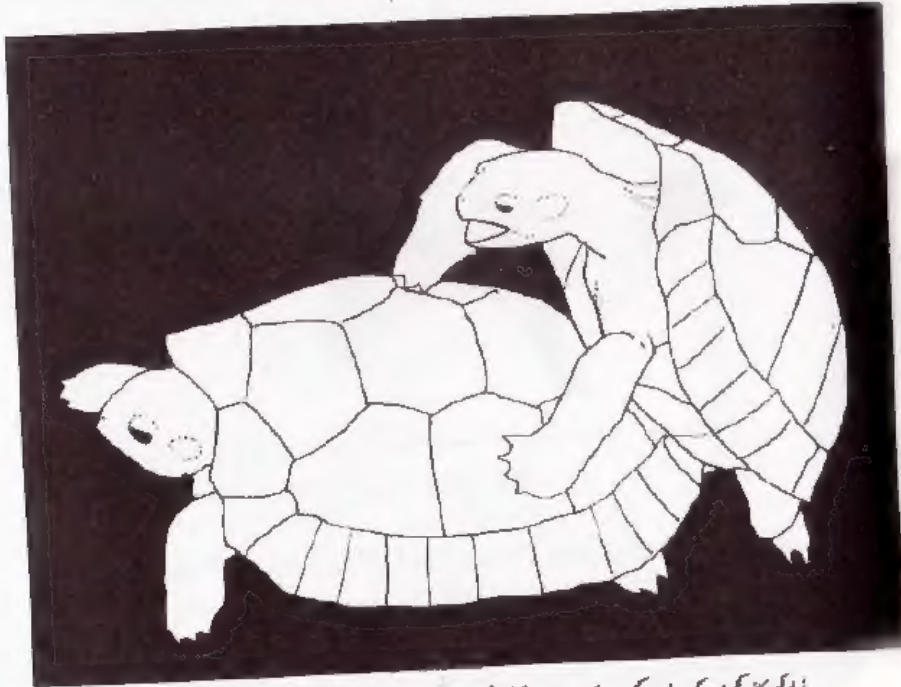
پانی کے بعض کچھوے نہایت بد رنگ ہوا دی ہوتے ہیں اور چٹان جیسے لگتے ہیں، لیکن بعض کے خول بہت خوش رنگ اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ ہر حال آبی کچھوے کا خول جیسا زبردست آہنی، زور بکھر کسی اور جانور کو نصیب نہیں ہے۔ شمالی امریکہ اور جنوب مشرقی ایشیا کے ٹکس نما کچھوے تو اتنے مضبوط ہوتے ہیں کہ ان کی پیٹھ پر خود ان کے وزن سے دوسو گنا زیادہ وزن بھی رکھ دو تو سارے لگے! جن بستیوں اور ٹھکانوں میں شیر، چیتے اور گر جھوٹ جیسے خونخوار جانوروں کا پیرا ہو وہیں ان مظلوم کچھووں کے یہ فولادی، خول ان کے لئے ڈھال بن جاتے ہیں۔

زیادہ تر کچھوے آواز سے تقریباً محروم ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔ مینوں کو کی آواز نہیں نکالتے۔۔۔۔۔۔ لیکن وہ سے ہم صحیحی دونوں میں بعض کچھوے، ہر حال، شور مچاتے ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ شاید اس طرح مادہ کو ڈرا کر اپنی من مانی کرنے کی ان کی ترکیب ہے! ہم نے تو تارہ کچھوے (star tortoise) کو غرائے، ٹراکٹوری کچھوے کو گھرے گھرے سانس لینے، جنوبی امریکہ کے لال پنجوں، الے کچھووں کو نکٹانے اور گالا نکوڑے دیو بیکل کچھوے کو گرتے نہاے، جنوب مشرقی ایشیا میں پایا جانے والا دیو بیکل ایشیائی کچھو تو، نہاے، غصے میں جھگڑتا ہے۔۔۔۔۔۔ اور ہند چین کا بڑے سر والا کچھو تو غصہ ہونے پر زور سے غراتا ہے۔ ماہرین حیوانیات کا تو کہنا ہے کہ ان جانوروں کی مادہ انڈے دیتے ہوئے کئی قسم کی آوازیں نکالتی ہے کوئی مادہ کچھو آخر غراہٹ کی آواز نکالتی ہے، کوئی سیٹی سی بجاتی ہے اور ٹراکٹوری کچھوے تو برسات کی راتوں میں ایسا شور مچاتے ہیں، ہاتھ گویوں کی منڈی بیٹھی ہو۔

کچھووں کے وجود اور بھلائی تاریخ کافی پرانی ہے ان کے وجود کے منجھد آثار تو ایسی ایسی چٹانوں سے ملے ہیں جو سو دو سو نہیں، تیس کروڑ سال سے بھی زیادہ پرانی چٹانیں ہیں۔ یہ وہ دور تھا جب جناتی سانڑ کے رنگنے والے مسیب جانور یعنی ڈائنا سوری کے وجود کی شروعات ہو رہی تھی۔ آج کی دنیا میں پائے جانے والے کچھوے ان ابتدائی کچھووں سے بہت مختلف بھی نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھو، کامیاب، جانوروں میں سے ایک ہے۔ اب خود ہی دیکھ لو، دنیا میں ہونے والی نہایت غیر معمولی اور ڈرامائی تبدیلیوں کو وہ سہارے لگے، ان کے عادی بن گئے۔ اور تہذیبیں بھی کہیں۔۔۔۔۔۔ نہ موسم پہلے کا سارا ہات نہ نباتات۔۔۔۔۔۔ سب کچھ بدل گیا۔ یہاں تک کہ رودھ چلانے والے جانوروں کا دور آگیا، اور وہ اسے بھی جمیل گئے۔

ہندوستان میں پائے جانے والے سب سے کچھوے اپنی لمبی گردن کو انگریزی حرف S کی شکل میں موڑ کر

سر کو خول میں چھپا سکتے ہیں۔ جنوبی امریکہ، آسٹریلیا اور افریقہ کے کچھوے یک دہی گردنوں والے ہوتے ہیں۔ ان کی گردنیں بھی خوب لمبی ہوتی ہیں، مگر وہ ان میں خول کے اندر نہیں چھپا سکتے، بلکہ ایک رخ میں موڑ سکتے ہیں، جب ہی تو شکاریوں کی نظر سے بچنے میں اس حد تک کامیاب نہیں رہتے۔ کچھووں کی یہ قسم ماحول تاریخی دور میں بلکہ اس سے بھی پہلے ہمارے ملک میں بھی پائی جاتی تھی۔ قدیم ہندوستان میں پائی جانے والی ایک اور قسم تھی سولنگ کچھوے۔ معلوم ہوا ہے، اس عظیم الشان، دیو جیسے جانور کا خول تقریباً دو میٹر لمبا ہوتا تھا۔ اس کا اوپری کچھر اتنا بڑا ہوتا تھا کہ اچھا لمبا لڑکا آدی اس میں بیٹھ کر نہالے۔ یقیناً مادہ آدی اس میں آرام سے سو سکتے تھے۔



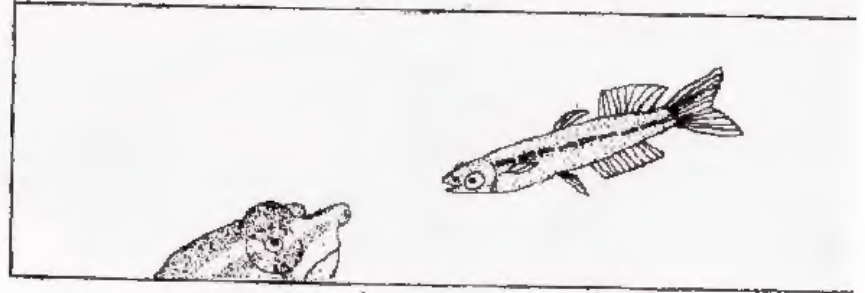
زور کوڑ کا کچھو اور کھولے ہوئے کچھو کے اوپر چڑھنے کی کوشش میں ہے۔



سلاخ لینے کا راستہ ہی اچانتے ہیں لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جو آسانی سے میدان نہیں چھوڑتے۔ نرم خول والے کچھ تو ایک نمبر کے جال ہاڑ پاز ہوتے ہیں۔ شاید اس طرح اپنے جسم کی نرمی کی کڑ کھاتے ہیں اچانتے ہو، ہم تو یہ دیکھ کر ہمت ہار گئے کہ یہ تو کاشٹے بھی ہیں، پیچھے بھی ہارتے ہیں، اور ابھی کبھی تو سر سے بھی وار کرتے ہیں۔ نرم خول

آپنی کچھوں کی نظر بہت تیز ہوتی ہے بعض کچھوں کی بینائی تو ایسی تیز ہوتی ہے کہ رنگوں کی تیز کر لیجے ہیں۔ جن علاقوں میں کچھوں کا ذکر عام ہے، وہاں آپ اکثر دیکھیں گے کہ انسانی قدموں کی چاپ قریب آتے ہی کچھوے تیزی سے سر کے مل پانی میں ڈبکی لگا کر نظر سے گم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ تیز ہونے کی وجہ سے کھاتے پینے کے سامان کی تلاش بھی آسان ہو جاتی ہے۔ جمہوریہ اور زرد چیتوں اور گھاس کے پس منظر میں ہری ہری سی کوئی رسیل جتی دیکھتے ہوئے لال رنگ کا کوئی سڑ سے دار پھیل دھوٹے گا لٹا کوئی مٹی پھیل تو ہے نہیں اور کچھوں کو تو یہ سب تلاش کر رہی

اور تنک سر والے کھوے تو، شاہے، بعض دفعہ چھوٹی موٹی کشتیوں پر حملہ کرتے ہیں یہاں تک کہ انہیں ڈبو بھی دیتے ہیں اور جب یہ جانور پکڑا جاتا ہے، تو کاٹا نہیں، بلکہ اپنے عجیب و غریب شکل کے سر سے حملہ کرتا ہے۔ کبھی کبھی تو جانی سائز کے بڑے بڑے دریائی کھوے تیرا کوں کو کاٹ بھی لیتے ہیں اور گنا کے اور دوسرے کنارے کے نشان گھانوں میں تو کھوے مردے تک کھا لیتے ہیں اس طرح یہ دریاؤں کو گند کی سے بھرا کر صاف رکھتے ہیں۔ دگارتا ہوتے ہیں۔ بھارت سرکار تو اب کھوؤں کی افزائش نسل پر خاص زور دے رہی ہے تاکہ بڑی تعداد میں کھوؤں کو لاپن کر سکے انہیں دریاؤں میں چھوڑا جاسکے۔ بہر حال عام طور پر تو انسان ہی کھوؤں کو نالہ داتا رہا ہے۔ عمل تاریخ کی کئی پرانی بستیوں میں ہمیں کھوؤں کی



تک سر درازم قولہ ۱۱ کھوؤں کو تک سر کے ہوتے۔

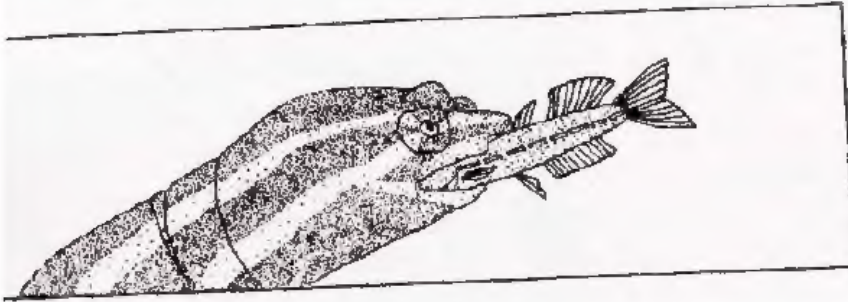
ہڈیاں وغیرہ ملی ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان بھر کے قباکوں کی بستیوں اور ٹھکانوں کے چھوڑے میں بھی ان کی ہڈیاں بکھری ہوئی ملتی ہیں۔ آگے چل کر ہم آج کے دور میں کھوؤں کے استعمال کے بارے میں جانیں گے انسان کے ہاتھوں کھوؤں کے اس مسلسل شکاری وجہ سے ان کی بہت سی قسمیں کمیاب ہو گئی ہیں، بلکہ بعض تو ختم ہی ہو گئیں ہیں۔

### آبی کھوؤں کی عاداتیں

زیادہ تر آبی کھوے کھانے کے معاملے میں بھی کوئی ہنگامہ نہیں کرتے۔ مختلف قسم کے کیڑے مکوڑے، مچھلیاں اور آبی ہماڑوں کا کھانا بھر لیتے ہیں۔ البتہ بعض تنک مزاج ہوتے ہیں۔ اور صرف گنی چنی اٹیا کھاتے ہیں۔ ہندوستان اور اس کے گرد و نواح کے بعض ملکوں کے بڑے بڑے دریاؤں میں رہنے والا تنک سر اور نرم خول والا آبی کھو (ٹرئل) صرف زرد مچھلی کھاتا ہے۔ وہ انہیں پکڑنے کے لئے دریا کی تکی مٹی میں ڈبک جاتا ہے، پس اس کے تنک سر کا

زرا سار انچڑ مٹی سے باہر رہتا ہے۔ مچھلیاں قریب سے گزرتی رہتی ہیں، اور بعض چپٹی ہوئی دو آنکھیں دیکھ کر، تنک سر کے بارے میں کچھ نشان معلوم کرنے قریب آ جاتی ہیں، پس ان کے قریب آتے ہی پانی کا یہ کھو ۱۱ پنی لمبی گردن بڑھا کر انہیں دریوچ لیتا ہے!

چرمی پشت والے (leather back) سمندری کھوے کی پند یہ وہ غذا خطرناک جیلی فیش ہے۔ اس کا اوپر والا چیز ۱۱ گھریزی حرف W جیسا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسے یہ نرم نرم مچھلی کاٹنے میں بہت آسانی ہو جاتی ہے۔ شکرے کی چمچ جیسی شکل کا سمندری کھو ۱۱ کچ کا شو قین ہوتا ہے، اور پورے پورے اس کچ نگل جاتا ہے، یہاں تک کہ ان کی کمر کی



لمبی گردن جلی کی سی بڑی سے آگے بڑھ کر اور نظریے سے بے خبر شکار کو تک مچھلنے میں بوچھا لہد

ہڈی بھی چھا لے، جو دراصل گلاس کی ہوتی ہے۔ اسے قدرت نے شکرے کی چمچ جیسا تنک سر والے عطا کیا ہے کہ اس کی مدد سے وہ اس کچ کو بھی کاٹ سکتا ہے، اور مونگے کی چٹانوں پر بھرا کرنے والے مختلف قسم کے گھو گھوؤں اور دوسرے کیڑوں مکوڑوں کی تاک لگا بھی اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ شکاری جانوروں کا نالہ بننے والے زیادہ تر اس کچ زہریلے ہوتے ہیں، اور انہیں کھا کر اکثر جانوروں کی جان چلی جاتی ہے، مگر شکرے کی چمچ جیسے سر والے ہمارے اس شکاری ٹرئل کا بال بھی بیک نہیں ہوتا! لیکن اگر انسان اس آبی کھوے کو کھالے تو شاید مر جائے۔ وہ کیسے؟ کیونکہ اس کچ کا زہر کھوے کے جسم میں پھوٹا رہتا ہے۔ مگر کیونکہ اس طرح کہ خود کھوے کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا۔

آگے اب ذرا اچھے پانی کے کھوؤں کو دیکھیں۔ ہال تو نرم خول والے بڑے بڑے کھوے تو پورے بھی



کھاتے ہیں، جانور بھی۔ یہ کھوایا کا مضبوط اور طاقتور جانور ہے۔ یہ پانی کی سطح پر حرقی ہوئی مرغایوں اور ہتھوں تک کو پانی کے اندر کھینچ لیتا ہے۔ اور تو اور یہ آبی کھجوا تو مگر پھلوں کے چھوٹے پھول تک کو کھار کر لیتا ہے۔ ہم نے ایک دفعہ عجیب تماشا دیکھا۔ نرم خول والے ایک چھوٹے سے ہندوستانی ٹرل نے یہ بڑے موٹے تازے، جرنے میٹھک کی ٹانگ پکڑ کر اسے پانی میں کھینچ لیا، جو ساگز میں اس کھوٹے سے بڑا تھا پھر وہ اپنے اس موٹے تازے کھار سے بہت دیر تھا پانی کو تار ہا۔ لیکن اب اسے تازہ ہوا میں سانس لینے کے لئے پانی کی سطح کے اوپر آنا پڑا تو اس کا کھار ہاتھ سے نکل گیا، جو اپنے بچاؤ میں اس وقت تک زور و شور سے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ مرے ہوئے جانوروں تک پہنچنا بھی آسان ہے، اور لمبے ہاتھ مارنے کا امکان بھی زیادہ ہے۔ اس لئے نرم خول والے آبی کھوٹے اکثر مردہ جانوروں پر انکشاف کرتے ہیں۔ ہمارے ایک دوست نے ایک دفعہ شیر کی ایک تصویر حاصل کرنے کی امید میں، اپنا کبوتر، ان کے ایک مردہ بھینسے کے قریب قید کر دیا۔ لیکن تصویر تیار ہوئی تو دیکھا کہ نرم خول والے بڑے بڑے آبی کھوٹے مردہ بھینسے کو کھینچنے لگے چارے تھے۔ زیادہ تر آبی کھوٹے بھینسے میں گوشت خور ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی چھوٹے موٹے جانور پر زور چل گیا تو اسے کھالیا، کبھی کوئی مردہ جانور مل گیا تو اس پر گزارا کر لیا۔ بھینسے اس غذا میں پروٹین خوب ہوتی ہے، اور کھوٹے تیزی سے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ایک خاص حد تک بڑھنے کے بعد وہ سو فیصدی سبزی خور ہو جاتے ہیں۔ مجال ہے نباتی غذا کے علاوہ کچھ کھالیں۔ بس آبی جھاڑیوں پر گزر بسر کرتے ہیں۔ یوں اچانک غذا بدل دینے والے کھوٹوں کی بہترین مثال تو سمندر کے ہرے کھوٹے (sea tortoise) اور ہندوستان کے ٹنٹ ٹرل ہیں۔ بعض کھوٹوں میں تو خود اپنی ہی جھن کو کھانے کا ر جان بھی نظر آتا ہے۔ بچارے کھوٹوں کے بچوں کے سروں پر ہر وقت، خطرہ منڈلاتا رہتا ہے۔ کھوٹا لین کے دوران ہم نے دیکھا کہ تن و مند کھوٹے اکثر دوسرے کھوٹوں کا کام تمام کر دیتے ہیں۔ اسی لئے ہمیں چھوٹے اور کمزور کھوٹوں کے لئے پوشیدہ ٹھکانوں کا انتظام کرنا پڑتا ہے، یا انہیں ان دھونسیا کھوٹوں سے الگ رکھنا پڑتا ہے۔

### کھوٹا لین

آبی کھوٹے اور عام کھوٹے انڈے دیتے ہیں۔ یہ انڈے بیضوی بھی ہو سکتے ہیں اور گول بھی۔ مادہ یہ انڈے زمین کے کسی گڑھے، کسی سوراخ میں دیتے ہیں۔ انڈوں کے چپے کھنڈے دن میں نکلتے ہیں۔ اس میں کافی کی تیشی ہو سکتی ہے، جس کا درود مار باہری حرارت اور گرمی پر اور دوسری گئی ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ اسلئے انڈے سے چپے نکلتے کے عمل میں چند ہفتے بھی لگ سکتے ہیں اور کئی کئی مہینے بھی کھوٹے کی کئی قسموں کے بچے برسات میں نکلتے ہیں۔ اور اس کی بہت معقول وجہ ہے۔ یعنی برسات کے موسم میں ایسے بہت سے انت سے پودے نکلتے ہیں، انت نئی قسم کے کیڑے کوڑے پیدا ہوتے ہیں، جنہیں وہ کھا سکتے ہیں۔ اور پھر پانی بھی بہت ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس موسم میں ننھے کھوٹوں کو کسی چیز کی

کمی نہیں ہوتی۔ بعض علاقوں میں قبا ئلیوں کا تو کہنا ہے کہ گرج برس کی آواز سن کر انڈوں میں بند ننھے کھوٹوں کو جیسے خر مل جاتی ہے کہ گومیال اب ہا ہر سب نمشل شکل ہے، اب تم آسکتے ہو، اور حالات دیکھتے ہوئے، تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان قبا ئلیوں کا خیال ٹھیک ہی ہے۔

مختلف قسم کے کھوٹوں کے انڈوں کی تعداد اور حجم بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔ بعض قسم کے کھوٹوں کی مادہ تو صرف ایک بڑا سا انڈا دیتی ہے۔ دوسری طرف سمندری کھوٹے ان دو دنوں کے بیچ میں کہیں آتے ہیں۔ جنوب مشرقی ایشیا کے بیٹھے پانی کے کھوٹے ان دو دنوں کے بیچ میں کہیں آتے ہیں۔ جنوب مشرقی ایشیا کے سرسبز جنگلوں کے دیو جیکل کھوٹوں کی مادہ ایک بار میں پچاس انڈے تک دسکتی ہے۔ صاحب اس کھوٹے کی ہر لوانرالی ہے۔ اس کا وزن معلوم ہے؟ تمیں کلو گرام اور یہ رہتا ہے گھنے جنگلوں میں اس کی مادہ انڈے دیتی ہے جنگل میں گری ہوئی پتیوں کے کسی ڈھیر میں



نرم خول والے آبی کھوٹے کے انڈے تقریباً گول ہوتے ہیں۔ کھوٹوں کی زیادہ تر قسموں کی خصوصیت ہے کہ انڈوں میں سے نکلنے والے کھوٹوں کی جنس کا درود مار اس بات پر ہوتا ہے کہ انڈے کس درجہ حرارت میں رکھے رہے۔

گھس کر، اور کئی دن تک ظالم ٹھکانوں سے اس ڈھیر کی حفاظت کرتی ہے۔ بس کیا کہیں، اس کھوٹے کی تو تقریباً ہا ہی خصوصیات عام کھوٹوں سے مختلف ہیں۔ ان کھوٹوں کے جنگل ٹھکانوں کے قریب رہنے والے قبائلی تاتے تھے کہ یہ کھوٹا شیر کی طرح دھڑل بھی سکتا ہے!

کھوٹوں کے انڈے دینے کی دیر ہوتی ہے کہ وہ مدت سے اس موسم کے انتظار میں ہے تاب ٹھکانوں کے رحم

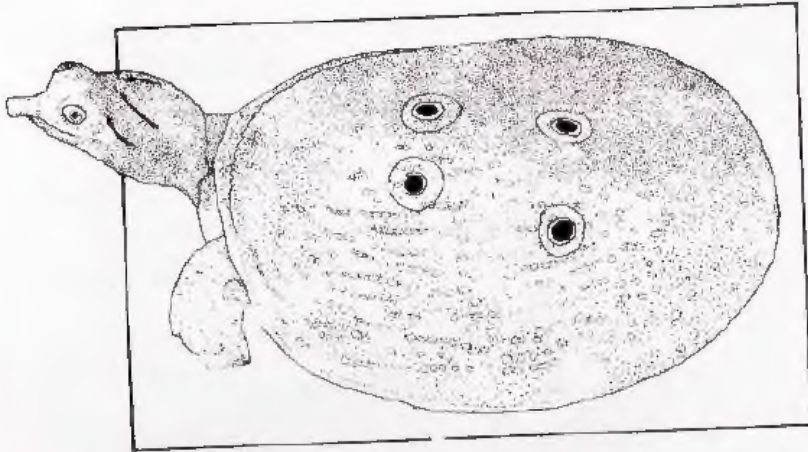
و کرم پر آجاتے ہیں۔ لیکن دوست، یقیناً تو ایک واقعہ تو ہم نے ایسا دیکھا ہے کہ رنگ رو گئے۔ آبی کھوے کے ایک انڈے نے اپنے بکھاری کو بدھو بنادیا۔ ہوا یہ کہ ایک سانپ اس انڈے کو ۵۰ بیت کا عیت لٹل گیا۔ لیکن صاحب وہ بھٹم ہوئے بغیر جوں کا توں سانپ کے جسم سے خارج ہو گیا۔ اور پھر کرنا تھا اکیا ہوا کہ اس انڈے میں سے کچھ دن بعد ایک جینا جاگتا تھا کھوا پیدا ہوا۔ کہ دنیا کو اپنی چٹا سنا سکے!!

دشمن :

آبی کھوؤں اور عام کھوؤں کے اسے مضبوط خول کے باوجود ان کے دشمن کبھی کبھی ان پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ اور ان دشمنوں میں انسان بھی شامل ہے۔ کھوؤں کو کھانے والے جانوروں کی فہرست بہت لمبی ہے۔ اس میں شیر، لکڑ جھنگے، ماسی خور بیلیکن، اودیاو، مگرچھ، مونیریز، لارڈ، جنگلی سور، کیکڑے، ماہ سیر، چھلی، ہمال تک کہ بارہ سیکے کی طرح ہی تیل گائے بھی شامل ہے۔ لیکن کچھ بھی ہو کھوؤں کے دامن میں یعنی کہ ان کے خول میں کچھ راز ضرور چھپا ہوا ہے۔ ہندوستان کے پٹھان پانی کے کھوؤں میں سب سے زیادہ عام ہے چپے پٹھان خول والا کھوا (Ratshell turtle)۔ لوہر حملہ آور قریب آیا، ادھر اس کھوے نے اس حملہ آور پر زرد رنگ کی انتہائی بدبو دار پتلی پتلی رطوبت کا چھڑکا دیا۔ ایک دفعہ کچھ میں آجائیں، اور ان کی جانچ پڑتال شروع ہو جائے تو سب ہی کھوے نہایت بے خرمی سے گندگی خارج کرنے لگتے ہیں۔ نرم خول والے کھوؤں کے بچوں کے لوہری خول میں چار سے چھ تک گول گول سے نشان ہوتے ہیں، جیسے یہ بڑی بڑی آنکھیں کھلی ہوئی ہوں۔ قدرست نے انھیں یہ نقشہ شاید اس لئے بنایا ہے کہ دشمن ان آنکھوں سے ڈر کر بھاگ کھڑا ہو۔ بچہ، تم نے ایسے آنکھوں کی شکل کے نشان تخیلوں اور پردوں، کیمز چار (تعلیمی کا پہلا روپ) چھیلوں اور چھپکھپوں کے بدن پر بھی دیکھے ہوں گے۔ بڑے سائز کے کھوے اپنے دشمنوں کا مقابلہ زیادہ اٹ کر کر سکتے ہیں اور نرم خول والے سب ہی کھوے بہت تیز رفتار تیراک ہوتے ہیں۔

دوسرے کہاں ہیں

قدرت نے بھی کبھی لا جواب تقسیم کی ہے، کبھی کارگزاری دکھائی ہے!! کھوؤں اور آبی کھوؤں کی ہر قسم اپنے ٹھکانے، اپنے سیرے کے لئے دوسرے کھوؤں سے مختلف جگہ ڈھونڈی ہے، تاکہ مقابلہ اور کھینچا تانی بھی نہ کرنی پڑے اور سب کے لئے خوراک، جگہ وغیرہ سب کچھ آرام سے مہیا بھی ہو جائے! لڑا کھوری کھوے جنگلوں کی پتیوں سے ڈھکی ہوئی، سبکی زمین کے رسیا ہیں، اشارہ اور ٹوٹا جھڑ جھنکار سے ڈھکی ہوئی دھرتی پر رہنا پسند کرتا ہے جہاں دن کے وقت درجہ حرارت 45 ڈگری سینٹی گریڈ سے بھی زیادہ پہنچ جاتا ہو۔ بگڑ ویش کا لمبوتر کھوا، پڑ کا کھوا کہا تا ہے یہ بھی جنگلوں کا کایا ہے۔ وہاں کے مقامی لوگوں کا تو کہنا ہے کہ یہ درختوں پر بھی چڑھ جاتے ہیں۔ کئی قسم کے



لگائیں رہنے والے نرم خول کے آبی کھوے کے خول پر ابھرے ہوئے آنکھوں جیسے نشان دشمن کو ڈرا دیتے ہیں۔

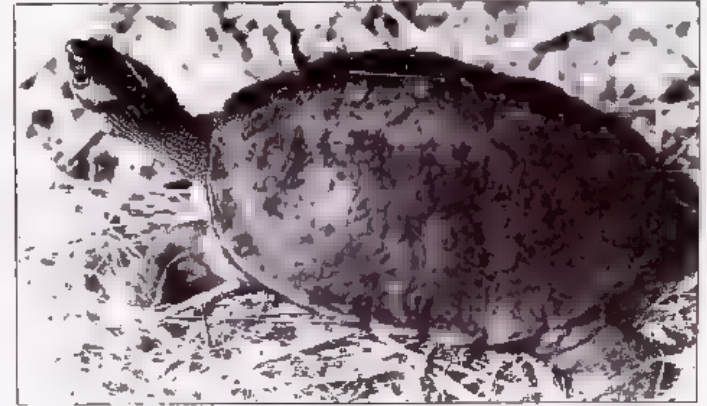
کھوؤں نے پانی کو خیر باد کہہ کر، زمین پر ہی جیون بٹا کر شروع کر دیا ہے۔ ہندوستان کے ایسے کھوؤں میں شاید سب سے زیادہ عام اور مقبول کھوا ہے کہن کھوا (cone tortoise)۔ اس کی تاریخ بہت دلچسپ ہے۔ خیال یہ تھا کہ کھوے کی یہ قسم دنیا سے ختم ہو چکی ہے۔ لیکن اس صدی کی نوویں دہائی میں ماہر حیوانیات، سچے، بچے نے کیرل کے جنگلوں میں اسے ڈھونڈ نکالا۔ یہ ہندوستان کا سب سے چھوٹا کھوا ہے۔ اس نسل کا بھرپور جوان کھوا بھی آرام سے آپ کے ہاتھ میں آجائے گا۔ اسے بد رنگ بھورے خول پر ابھری ہوئی تین دھاریوں کی وجہ سے یہ جنگل کی زمین پر چھپی ہوئی سو کھی پتیوں میں نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے، اور وہاں چھپ کر آرام سے گھو گھوٹوں، میر، بھونڈوں، پتنگوں اور بھجوروں کو نوالہ بناتا رہتا ہے۔ کاڈار نام کے قبا کی شکاری کتوں کی بددست اس بید کھوے (can tortoise) کا ڈھک کر کے اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ لعل واقعہ ایک ہی نسل کے کھوؤں کے زراور مادہ کے رنگ اور ڈھانچے میں فرق ہوتا ہے۔ عام طور پر نرم کھوے زیادہ خوش رنگ ہوتے ہیں۔ تھن و نگار سے بھرے ہوئے خول والے آبی کھوؤں (painted-roof) اور بید کھوؤں (cane tortoise) کے لال، گلابی، اور نارنجی رنگوں کے خول، شاید، مادہ کھوؤں کو رہ جانے کا کام کرتے ہیں۔ کھوؤں کی کئی قسموں کے سروہ حکم پوش (piastron) یعنی خول کا خپلا حصہ اندر کو مڑا ہوا ہوتا ہے، تاکہ وہ اختلاط (mat-



(ing) کے وقت بارہ کھوے کے خول میں اچھی طرح لپکتے ایک ہی نسل کے بعض زلورادہ کھوے کا حجم بھی مختلف ہوتا ہے، مثلاً برہمی دریا کی کھوے (فرال) کی، وہ اس نسل کے نزدیک کھوے سے تین گنا تک بڑی ہو سکتی ہے۔ ایک ہی نسل کی دو جنسوں کے رنگوں اور حجم (سائز) میں اتنا فرق ہو سکتا ہے کہ بعض دلوں مقامی باشندے، علاحدہ مٹی کا ذخار ہو کر انہیں دو الگ الگ قسمیں سمجھتے تو رہا م دیتے ہیں۔

سمندری کھوے

دنیا میں آٹھ قسم کے سمندری کھوے پائے جاتے ہیں۔ ان میں شاید سب سے انوکھی اور عجیب و غریب قسم جی پی پشت کھوے (leather back tortoise) ہے تو دوسرے کھووں سے اتنا مختلف ہوتا ہے کہ سائنس دانوں نے اسے



اس کا نام آبی کھوے (sea turtle) رکھا گیا ہے۔ ایک عام غورب سے زیادہ خوش رنگ قسم ہے۔ اس کا نالہ بہت صاف ہوتا ہے، مگر یہ بہت ہی بلیہریں ہوتی ہیں۔

ایک لگ ہی خاندان کا نام دے دیں۔ یہ جی پی پشت کھوے شاید ہماری آج کی دنیا کے سب سے لڑنے والے کھوے ہیں۔ اس میں سے ایک حال ہی میں پانی کے بہاؤ سے سچھو و بلز کے ساحل پر آگیا تھا۔ اس کا وزن ایک ٹن تھا اور سائی 25 میٹر (8 فٹ) سے بھی زیادہ تھی، زیادہ تر کھوے کم سے کم دس سال کی عمر تک بالغ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس نسل کے آبی کھوے

دو سال کے اندر اندر بالغ ہو جاتے ہیں۔ اور ان دو برسوں میں ان کے جسم کا سائز تین ہزار گنا تک بڑھتا ہے! یوں تو یہ جی پی پشت کھوے (tropical) ملکوں کی چھپانٹوں پر انڈے دیتے اور گھونسے بناتے ہیں اور (mating) کرتے ہیں، لیکن اکثر سمندر میں بہت دور دور تک گھل جاتے ہیں۔ سمندر کے یہ جھانپ کھوے تو بحر ہندوستانی (درکلف) کے بریلے پانی تک میں گھومتے دیکھے گئے ہیں۔ ایوٹیس پانی کیسوں نے تو ان کی تصویریں بھی بنا لی ہیں، ان پر کلیں بھی لکھ والیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ریٹکٹے والا سر دھوئی جافور شمالی سمندر کی شہید سر دی برداشت کیسے کر لیتا ہے۔ ماہرین حیوانیات سچ تک اس قسمی کو سمجھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔ ان جی پی پشت کھووں کے ہارے میں ایک اور جی ان کرتے والی بات کی اطلاع تو حال ہی میں امریکہ کی ایک حیور جیو وینورٹی کے سائنس دانوں نے دی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کھوے سطح سمندر سے بارہ سو میٹر (تقریباً نصف میل) کی گہرائی تک غوطہ لگا سکتے ہیں ہوا میں سانس لینے والا کوئی جانور اتنی گہرائی میں نہیں جا سکتا۔ کم سے کم انسان کو تو اس کی خبر نہیں ہے۔ جی گہرائی تک تو دیو ہیکل وہیل چھٹی بھی نہیں جاتی! یہ کھوے شاید شہید شکاری، خاص کر مچھلی فش کی تلاش میں لگتا ہے۔ یہ کھوے غالباً اپنی روتھیں، چرن کی موتی تھہ اور انتہائی مضبوط کرکری ہڈی سے بنے ڈھانچے کی وجہ سے قی گہرائی میں پانی کے دباؤ کو سہا بیٹے ہیں۔

یہ جی پی پشت کھوے گھوسلے بنا کر انڈے دیتے ہیں انڈے ماں، کچھ ہار کے جڑے ہوں ہیں۔ ایک دن سے میں یہ کہہ لی کے



ہندوستان سے تارہ کھوے (star tortoise) کے زلورادہ میں فرق دیکھئے، بارہ (لوہ) کا سائز (بچے) سے تقریباً کافی بڑا ہے



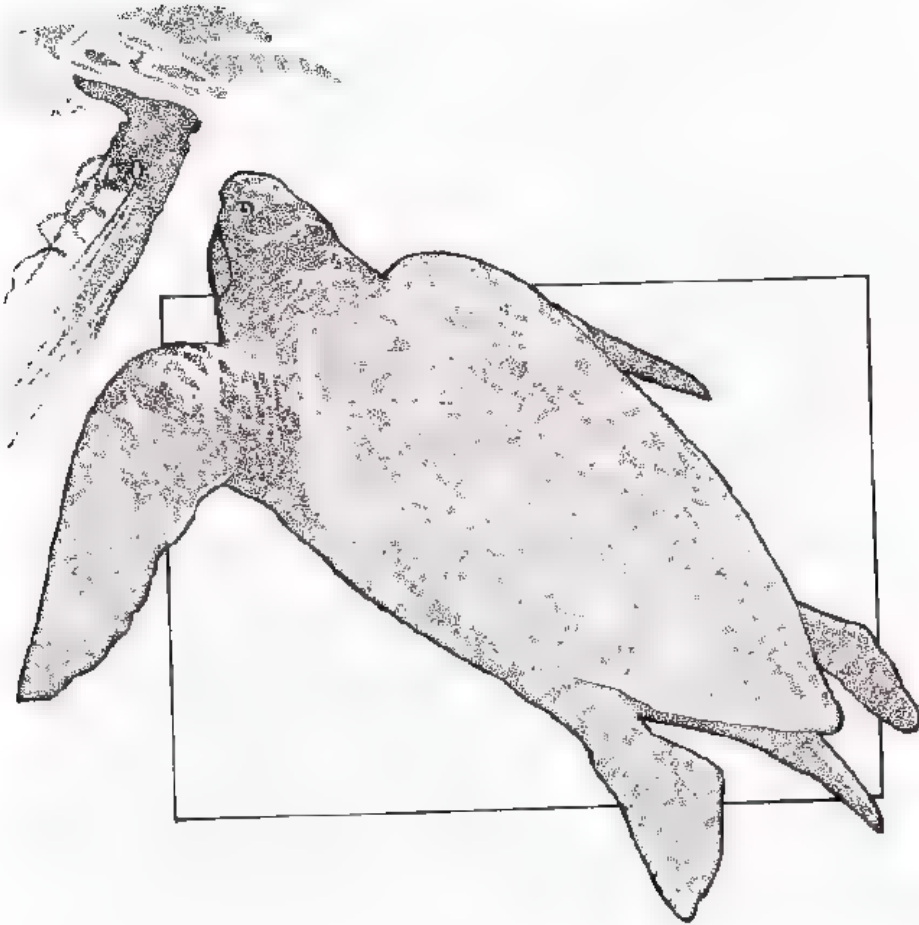
ساحل کو بھی اٹھنے دینے اور گھونسلے بنانے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ لیکن باب ان فی شورو ہنگامے سے گھبرا کر نہیں چھوڑ رہا ہے۔

اولیو رڈے (olivendly) ہندوستان کا سب سے زیادہ عام، اور سب سے چھوٹا آبی کھوٹا ہے، جو دکن کے مشرقی اور مغربی ساحلوں اور شیخ بنگال کے اندر دھان گویا جزیروں میں پایا جاتا ہے۔ سردیوں اور موسم بہار کی بعض مخصوص راتوں میں وہ جنسی ملاپ (mating) اور اٹھنے دینے کے لئے تھیں بڑاڑی، بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ان ساحلوں پر آتے ہیں۔ اس سرگرمی کو آریبا دیکھتے ہیں۔ سپ کوئی زبان کے اس لفظ کا مطلب ہے، کہہ دیا آہ۔ (mating) اور اٹھنے دینے کی یہ افوکی دا لویو رڈے یعنی زچھونی رڈے ہے اور اس کے قریبی رشتے دار، بحر اوقیانوس (atlantic ocean) کے کیپ رڈے کی خصوصیت ہے۔ آریبا ڈاکی راتوں کو آپ چھپائی پر مثل نہیں کئے اب مسموم ہوتا ہے جیسے ریت کا پیچہ کھوٹوں سے ڈھکا ہو ہو۔ ایک رات میں رکھوں اٹھ دینے جاتے ہیں۔ اس طرح کم سے کم کچھ اٹھنے تو ٹکڑیوں کا ٹولہ بننے سے بچتی جاتی ہیں۔ وگوں کا کہنا ہے کہ جب وہ کھوٹے بڑاڑے دیتے ہیں، جب کہیں جا کر حد سے حد ایک اٹھ لایا ہوتا ہے جس سے لکھ ہوا کھوٹوں بلوغ تک پہنچتا ہے۔ ہندوستان میں سب سے مشہور کھوٹ چھپائی کا نام ہے گا بیئر مٹھ۔ یہ چھپائی تریسہ کے پھیلاؤ کی شکل پارک کے محفوظ علاقہ میں ہے۔ ایک دفعہ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے جیس بڑاڑ کھوٹوں کو میٹنگ (mating) کے لئے ساحل پر آتے دیکھا تھا۔ لیکن سنا ہے کہ اس ایک رات پہلے تو پورے دو لاکھ کھوٹے وہاں اٹھنے دینے آئے تھے!!

انسان ایک عرصے تک اولیو رڈے (زچھونی رڈے) نام کے کھوٹے، اور کھوٹوں کی ایک ورسم یعنی لوگر ہینڈ نامی آبی کھوٹے میں تفریق نہیں کر سکا، انہیں ایک ہی سمجھتا رہا۔ حالانکہ رڈے کی مادی صرف آدھے میٹر تک ہوتی ہے، جبکہ لوگر ہینڈ تو اکثر بڑھتے بڑھتے ایک میٹر تک بڑھ جاتا ہے۔ یہی نہیں، بلکہ رڈے کا خول سبزی، نیل سرمئی رنگ کا اور سر چھوٹا ہوتا ہے اور لوگر ہینڈ کا خول سرمئی مائل بھورا اور سر بے حد بڑا ہوتا ہے۔ لیکن ان دونوں قسم کی خاد میں اور ضرورتیں بڑی حد تک ایک جیسی ہوتی ہیں۔ اسی لئے تو قدرت نے اب ہندوستان کیا ہے کہ رڈے ہندوستانی ساحلوں پر عام ہے تو لوگر ہینڈ یہاں شاذ و نادر ہی پایا جاتا ہے۔

سمندری کھوٹے سال کا بڑا حصہ سمندر میں گزارتے ہیں۔ صرف اٹھنے دینے کے لئے ساحل پر آتے ہیں اگر آپ کو سمندری کھوٹا پتا نہ ہو تو اندازہ لگایا جائے تو سمجھ جائے گا کہ آپ نے قدرت کا ایک معجزہ دیکھ لیا۔! بدد کھوٹ ایک دفعہ اٹھا دیا شروع کر دے تو پھر کسی قسم کی چھیز چھڑی داخل انداز ہی برداشت نہیں کر سکتی۔ اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے رہتے ہیں، جانتے ہوائ آنسو کی وجہ سے ایک طرف تو اس کی آنکھوں سے وہ سارے

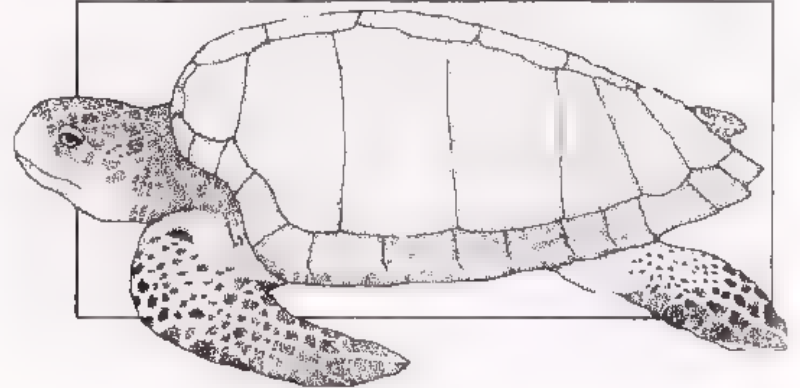
ایک جا ہی پتہ کھوٹوں کی عمر انہوں میں پتی پر کندہ لکھن لکھ دیا کہ جی ٹی (Jelly fish) کی تاک میں۔





ریت، نقلی، رہتی ہے جو وہ خود ہی مستقل چاروں طرف پھیرتی جاتی ہے، اور دوسری طرف ان آنسوؤں کے ساتھ ساتھ اس کے جسم سے وہ فاصلہ تک بھی نکل جاتا ہے جو سمندر میں بنائے ہوئے دونوں میں اس کے بدن میں جذب ہوتا رہا تھا۔ اٹھنے دینے کے بعد وہ اپنے اس ٹھکانے کو بڑی محنت اور بہت احتیاط سے ریت سے ڈھک دیتی ہے اور اس کے بعد بڑے جتن سے سے اسی طرف کرتی ہے۔ آگے پیچھے جھول جھول کر، ملک ملک کر، جیسے کوئی بے ڈھنگا اور اتاری رقص ناچ رہا ہو۔

اٹھنے سے باہر نکلنے کے بعد نئے نئے کھوے اس ٹھکانے سے نکل کر سیدھے سمندر کا رخ کرتے ہیں۔ ہمیں کچھ عرصہ پہلے تک اس بات کا صحیح اندازہ نہیں تھا کہ پیدا ہونے کے بعد سے بڑے، یعنی بالغ ہونے تک کھوے سمندر میں کتنا عرصہ گزارتا ہے۔ چھاننے یہ نئے نئے کھوے سمندر میں زندہ کیسے رہ جاتے ہیں؟ آبی کھوؤں کے مشورہ ڈاکٹر آرچی کاربرسوں کی چھان بین، مطالعے اور تحقیق کے بعد ان کم شدہ برسوں کی قسمی سلجھنے میں کامیاب ہوئے۔ ان آنسوؤں نے اپنی چھان بین کی مدد سے معلوم کیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے ہرے آبی کھوے کھوؤں کے ان ٹھکانوں، ان گہرے ندوں، ریت نکل کر سیدھے سمندر کے ایسے حصوں میں جاتے ہیں جہاں پانی کی مختلف دھاراں بہتی ہیں اور اپنے ساتھ سمندری پودے چھوٹے موٹے جانور اور لکڑی کی پچھلیاں وغیرہ ہمارے لاتی ہیں۔ اور اس طرح ان علاقوں جانا پر صاف ہوئے (olive ridley turtle) سمندری کھوئے وہاں بہت سے شرمیلی ساحل اور مغربی ساحل کے قریب اور لاپرواہوں کے گرد گھومنا پھرتا ہے اٹھنے دینے کے لئے۔ کچھ بڑوں کی تعداد میں مشرقی ساحل پر آتے ہیں۔



میں ”انوکھی سمندری ریتیں“ سی قائم ہو جاتی ہیں، جہاں یہ نئے نئے کھوے سمندروں کے انھیں ”ہالک گھروں“ میں پتے پڑتے ہیں۔

دوسری کئی قسموں کے کھوے بھی جتنی کے لئے اور اٹھنے دینے کے لئے بڑی تعداد میں ایک ساتھ آتے ہیں۔ نیس، رڈلے، کھوے کے انوکھے اور لا جواب آریاوا سے بھلا ان کا کیا مقابلہ ادویاؤں کا پاس، عجیب سی لوہر کو اٹھتی ہوئی ہالک اور بڑے سے سخت خول والا دریائی ترپین (terrapin) بھی اٹھنے دینے کا کام گروہوں میں کرتا ہے۔ یہ کھوے مشرقی ہندوستان اور اورس سے بھی زیادہ مشرقی بحیرہ کے بعض ممالک کے دریاؤں کے ڈیلٹوں میں پلے جاتے ہیں۔ شوقین زراعت کھوے کو، بد قسمتی سے، بہت بڑی تعداد میں مار گیا ہے اور اب یہ قسم بڑی حد تک کمیاب ہو گئی ہے۔ یہ کھوے پتوں اور چرنگ کے درخت کے چھلوں پر گزارا کرتا ہے جو دریاؤں کی ڈیلٹوں کے قریب وجوہ کے کنارے ماحول میں خوب ملتے ہیں۔ لیکن انسان کا انحصار ہے کہ چرنگ بھرے جنگلوں کی ضرورت سمجھ اور آپ کو زیادہ ہے، اس لئے وہ جانوروں کے ان ٹھکانوں کو اپنا رہا ہے۔

دریائی تراپین کھوے کا جسم عام طور پر پانی کے اندر ہی مسموم خوردہ کو اٹھتی ہوئی کھپائی کی سطح کے اوپر رہتی ہے جس سے اسے سانس لینے میں مدد ملتی ہے۔



## انسان کے ساتھ رہائش

انسان تو قدیم زمانے سے آبی پکھوں کو استعمال کرتا رہا ہے۔ کبھی اسے کھانا، کبھی اس سے زیور بنائے، کبھی دوائیں تیار کیں، اور کبھی اسے پالتو جانور کی طرح سدا صحابہ اور پالاجو سا۔ زیادہ تر آبی پکھوں کا خول بہت سخت ہوتا ہے، اسلئے اس جانور کے آثار صدیوں تک صحیح سالم رہتے ہیں، اور بہت سی عملی تاریخی ریسروں کی کھدائی تک میں ملے ہیں۔ قدیم مصر کے لوگ پکھوں کو برائشگون مانتے تھے اور اکثر اپنے معبود کی عبادت کرتے ہوئے گایا کرتے تھے۔

شہنشاہوں کے شاہ، راء، زمرہ ہار۔ سب پکھوں مردہ ہار۔

ہندوؤں کی نظر میں پکھو ادنیٰ تا دھنوکا کو تار ہے اور قدیم مصوری کے اکثر نمونوں اور مندروں کے نقش و نگار میں بھی نظر آتا ہے۔ اور قدیم قصوں کہانیوں میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ ہندوؤں کی قدیم تحریروں میں لکھا ہے کہ ہماری دھرتی تو ایک عظیم الشان آبی پکھو اپنی پیٹ پر سنبھالے ہوئے ہے جسے کہیں نہ سن کر حیرت ہوگی کہ شالی امریکہ کے ریٹائرڈ این لوگوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اور چینی داستانوں کے مطابق نودنا کو تخلیق ہی کیے ایک قدیم آبی پکھوے کویش (Kwei) نے، جسے شمالی مستطیل کا مالک اور دیوتا بھی کہا جاتا ہے اور تباہی تو وہ دینے کے کسی کو نہ بھی کیوں نہ ہوں، یہی سمجھتے ہیں کہ ان کا شجر دیانی کے پکھوں سے ہی ملتا ہے۔ جسے تو وہ آبی پکھوے کا گوشت نہیں کھاتے، اس کے باوجود آبی پکھوں کو دین پھر میں بڑے پیمانے پر مارا جاتا ہے۔ اس کی مختلف وجوہات ہیں۔ آبی پکھوے کے گوشت میں پروٹین بہت زیادہ مقدار میں پائی جاتی ہے، اور پھر یہ سستا بھی ہوتا ہے اس لئے مشرقی ہندوستان کے اکثر علاقوں میں کھایا جاتا ہے۔ بڑے بوڑھوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے کوئی پچاس سال پہلے تک ادیان میں بہت بڑے آبی پکھوے صیرتے دیکھے ہیں۔ لیکن اب یہ صورت نہیں ہے۔ اب تو انسان نے پانی کے پکھوں کو تقریباً ختم ہی کر دیا ہے۔ بڑے پیمانے پر پھیلیں پکڑ کر، پکھوں کے بڑے کھانے کے لئے ان انڈوں کے لٹکاؤں اور ذخروں پر حملہ کر کے، اور دیوؤں پر زور و اثر (پانی کے ذخیرے) بنا کر اور ہندو ہاتھ کر اس کے حدود درمیان کے پانی میں ہر قسم کی عدم تحلیک کر اس نے کو مراد کیا ہے۔ اس کے پکھوں کی بہت بڑی ہوتی ہے بہت دکھ کی بات ہے یہ! کیونکہ پکھوے تو ہمارے ماحول کے لئے بہت قیمتی اور فائدے مند ہوتے ہیں!

اکثر بڑے پکھوے دیواروں اور مظہروں وغیرہ میں تو بڑے بڑے تاروں میں پکھوے پٹالے جاتے ہیں جنوب مشرقی ہندو دیش چٹاگان میں مسلمانوں کی ایک خانقاہ میں ہم نے بیٹھے پانی کے بہت بڑے بڑے پکھوے بھی دیکھے ہیں۔ اور کسی قدر بازو خردل سے پائے جاتے ہیں وہ ادیان کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ پکھوے کو بیدار روح، یا جن میں جنسیں کسی سادہ صفت نے، کسی درویش نے سزا کے طور پر پکھوایا ہوا ہے۔ یعنی جن ہوں یا بیدار روح، یا جو بھی ہوں، ایک توبہ ہے کہ یہ

پکھوے یا تریوں کے اور ڈانڈوں کی توجہ کا مرکز بنے رہتے ہیں اور خوب تر مل لاتے ہیں۔

ہندوستانی لوگ مرنے والوں کی رشتوں کو ایک مرحے سے لگائیں بہتے رہے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ مگر چھ اور آبی پکھوے انہیں لٹکانے لگا دیں گے دہاتی لوگ تو آبی پکھوں کی اس عادت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ بنگال میں تو ایک کہلات ہے کہ اگر جی کے جلوس کا شور اور رام رام سترہ ہے کی جاپ اور نعرے سنتے ہی پکھوں کے کلان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن اب لگائیں آبی پکھوں کی وہ میں بیل کھانے کے درمیان کی صفائی کے وعدہ داری کو چھٹی طرح بھی نہیں سمجھتے کہ وہ ہے کہ عبادت سرکارنے اب پکھوں کی (mating) اور انڈے دینے کا پروگرام مرتب کیا ہے۔ تاکہ زرا پیدا ہونے پر انہیں دواؤں میں ڈال کر، دواؤں میں ان کی آبادی کو پھر سے بحال کیا جاسکے۔

پانی کے پکھوے ہمیں اور بھی کئی طرح فائدہ پہنچاتے ہیں۔ وہ پانی کی بھڑائیوں کو کھاتے ہیں، اور گویا سراسر پانی کے ذخیروں کو صاف کرتے رہتے ہیں۔ ہرے پکھوں کو تو بظاہر پر سمندری گائیں کہا جاتا ہے، کیوں کہ ان کا دل بہت کھچا ہے سمندری گھاس۔ وہ اس طرح اس بیکار گھاس پیوٹس اور ان بیکار بھڑائیوں کو قیمتی اور مفید گوشت میں بدل دیتے ہیں جو سمندر کے ساحلی علاقوں اور جزیروں میں رہنے والے قبائلیوں کی خوراک کا اہم حصہ بنتا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو عام طور پر اور کسی قسم کا گوشت نصیب



و شتو نے مرث سے بھری گاگر کو سمندر سے لگانے کے لئے دو بیل آبی پکھوے کرنا کا روپ دھارن کر کے سمندر میں چلائے گاٹی تھی۔

891 439301



Acc. No. P-31063



ہی نہیں ہوتا۔ یہی نہیں بلکہ آبی پکھوے گھوکھولوں اور کیرے کھوڑوں کو نالہ بنا کر ان سے پھینکے ان بہت سی بیماریوں کو بھی کنٹرول کرتے رہتے ہیں۔

ہم پکھوے اور آبی پکھوے کا مطالعہ کرنے کے لئے محدود طریقے اپناتے رہے ہیں۔ پچھلے زمانے میں تو انسان اس جانور کا مطالعہ کرنے کے صرف ایک طریقے سے وقف تھا۔ سہ کاٹورہ دیکھ لو لیکن اب اس طریقے سے پرہیز کیا جاتا ہے، کیوں کہ اس نقصان بھی ہوتا ہے، لہذا وہ بھی بڑی بے دردی کی بات ہے۔ آبی پکھوے کی نقل و حرکت کا پتہ نشان لگانے کے لئے اب ہم اس کے خول میں ڈیری یا تانت پاندھ دیتے ہیں۔ سب دودھ دہلی پکھوے میں فرق کرنے کے لئے ان کے خول پر نشان بھی لگا سکتے ہیں، دندائے سے بھی کاٹ سکتے ہیں۔ پھلے، دندے کا طریقہ بھی استعمال کرتا ممکن ہے۔ پکھوے کی اگلی ٹانگ پر پلاسٹک پماتھ لگا کر پاندھ دیا جاتا ہے، کبھی کبھی اس پر تانہا بھی لکھ دیتے ہیں۔ باہرین حیوانات مادہ پکھوے کا انکسارے کر کے دیکھ لیتے ہیں کہ وہ کتنے اٹھ دینے والے ہے۔ لیکن جب پکھوے اور آبی پکھوے دور نکل جائیں، تب ان کی نقل و حرکت پر کیسے نظر رکھیں؟ اس کا مطالعہ کرنا بھی مشکل نہیں ہے۔ جانور کے بدن پر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر چکڑا دیتے۔ اس کا یہ ہوائی سگنل ریسیور پر ہم تک پہنچ جاتا ہے۔ ان سب ترکیبوں کی مدد سے ہمارے لئے ٹرنش بائیو لوئی کے بارے میں ضروری حقائق حاصل کرنا بھی آسان ہو گیا ہے اور ان کی حفاظت کے طریقے جاننے میں بھی مدد ملی ہے۔

بریلانی کے وہاٹے پر

بہت قریب کی بات ہے کہ وہ جانور جو تین کروڑ سال سے اس دنیا میں موجود ہے جس نے اپنا مور جیسے دو بیکہ دیکھنے والے جانوروں کے دور کو بھی سہا دیا، اور ہندائی وحشی انسان کا سب سے بھی بھیل لیا، سہ سہ، مذہب انسان کے ہاتھوں اسے بڑے خطرے کا سامنا ہے۔ کہتے ہیں کہ انسان ان آبی پکھوے کے جسم کا ہر حصہ استعمال میں لارہا ہے اس کا گوشت چربی، ہڈیاں، خول، دھ، خون غرض ہر حصہ انسان کے لئے قیمتی اور ضروری ہے۔ آبی پکھوے کے جسم کے مختلف حصوں سے طرح طرح کی دوائیں بنتی ہیں، اور لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ دوا سیر اور بد ہضمی وغیرہ جیسی کئی بیماریوں کا بہترین علاج ہیں۔ دیکھتے ہیں تو ابھی تک اس کی کوئی مثال دیکھی نہیں آئی پکھوے کو طرح طرح سے، اور بڑی پھردی سے مارا جاتا ہے، کبھی کبھی تو ان کی پشت کو توڑ کر، انہیں دھبی سنگ پر پکاتے ہیں، تاکہ گوشت خول کے اندر پک جائے۔ بڑے گھروں کی منڈیوں میں بکھلے والے پکھوے کے خول کا اندرونی حصہ یعنی حکم پوش کاٹ دیا جاتا ہے، تاکہ گلاب اپنی اپنی پسند کی تراش دار پکھوے پر لگائیں۔ تیل گاڑ کے شربتی کورن میں تو ابھی کچھ دن پہلے تک سمندری پکھوے کا خون پینے والوں کی مصیبت قائم تھی۔ یہ لوگ سمندری پکھوے کا خون پیتے تھے، ان کا کہنا ہے کہ یہ

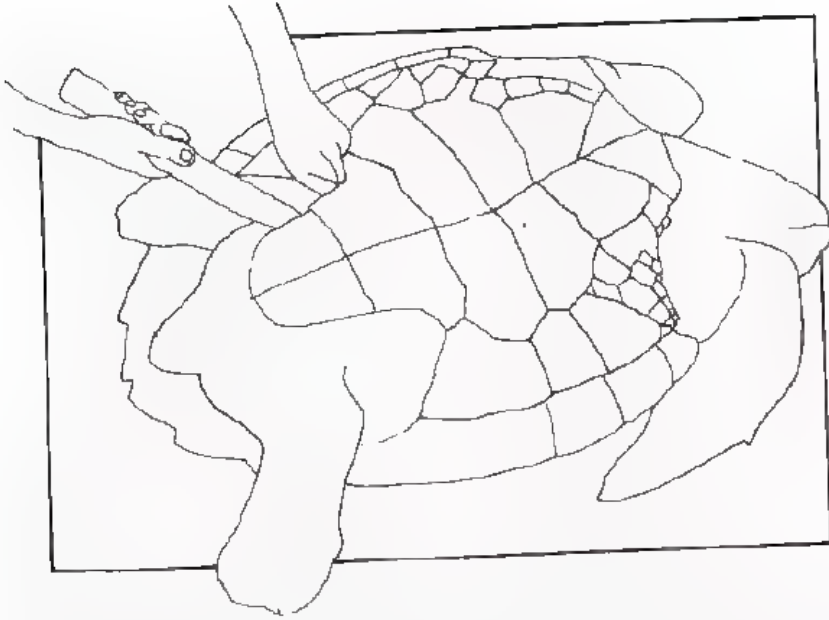
انسان کی صحت کے لئے بہت مفید ہوتا ہے!

کیا آبی پکھوے جیسے جانور کو گوشت حاصل کرنے کے لئے مارنا مناسب ہے؟ ضرور! لیکن شرط یہ ہے کہ سہ سہ ہی ان کا کاغذہ پلن پوٹش کر کے ان کی نسل کو بڑھا جائے، ان کے فارم قائم کیے جائیں۔ یہ دیکھنے والے سہ سہ کے ایک ہرے آبی پکھوے سے ایک دو نہیں، سو کلو گرام بڑھیا گوشت حاصل ہو سکتا ہے۔ دنیا بھر میں سہ سہ قباہی تو پروٹین صرف پکھوے کے گوشت ہی سے حاصل کر پاتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ صرف اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے گتے جیسے جانوروں کا خون کرتے ہیں، اور سہ سہ کو مار دیا، دوسرا سہ سہ ہی اس جانور کی بستیوں کی، اس کی آمدنی کی حفاظت کے میں بن جاتے ہیں، جیسے وہ کھاتے ہیں۔ یہ تو ہم مذہب لوگ ہیں جو اپنے لالچ کی خاطر جنگلوں اور جنگلی جانوروں کی قدرت کے دے ہوئے ان قیمتی تحفوں کی برہادی پاتے ہوئے ہیں۔ چری پشت آبی پکھوے کا گوشت مزے دار نہیں ہوتا، لیکن اس کا تیل لگا جاتا ہے اور جانتے ہوئے تیل کہاں استعمال ہوتا ہے؟ گلابی کے سامان کی داری اور نشیمن کی پالش کرنے کے لئے!! تیل کی خاطر جان سے ہاتھ دھونے کا خطرہ تو ہے ہی اس سے بھی بڑا خطرہ پلاسٹک کی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں ہیں جو پانی پر تھرتھرتی نظر آتی ہیں۔ (چری پشت) آبی پکھوے ان تھیلیوں کو جیلی فٹن سمجھ کر غرضی خوشی لگتے ہیں، اور مر جاتے ہیں۔ بھائی خدہ راسخہ روں کو اس قسم کے کڑے کرکٹ سے محفوظ رکھو!

پکھوے اور آبی پکھوے کی بہت سی قسمیں برہاد ہو کر ختم ہو چکی ہیں اور بہت سی قسم ہونے والی ہیں، معدوم

اب جانوروں والا آبی پکھوے بھائی لوگ صرف پکھوے کے ہیں۔ حقیقت میں یہ بہت خوبصورت ہوتا ہے۔





الٹا آبی کھڑا میز چاقو سے اس روئے کا ٹھیکہ (plastron) کاٹ کر اس غریب کرپیل مارا جا رہا ہے۔  
عائبہ ہی ہو گئے۔

اگر ہم آبی کھڑا بطور خوراک استعمال کرتے رہنا چاہیں تو ہمیں ان کی قار نگ کرنا ہوگی۔ اب بہت سے ملکوں میں یہ کام ہو رہا ہے آبی کھڑوں کی قار نگ اس لئے بھی کی جا رہی ہے کہ افزائش نسل کر کے انہیں ان کے جنگلی ماحول میں بھی بچا دیا جائے، کیوں کہ یہ جانور قحط کے سلسلہ عمل کی ہم کڑی ہے۔ سنہل سے ملتی ہوئی گل کی جنوبی حرکت کے پانی کی جھلائی ہا سسٹھ (hyacinth) آج دنیا کے اکثر علاقوں کے لئے ایک مصیبت، ایک غدا اب بن گئی ہے یہ جگہ جگہ پستے پانی کی زحاروں کے لئے روک بن جاتی ہے، اور پھروں، اور پھروں سے پھیلنے والی بیماریوں کا پھیلنا کا ذریعہ بن گئی ہے۔ دوسری طرف ہمارے تار بوس اور دریاؤں میں رہنے والے اکثر آبی کھڑے نہ صرف اس بھاری کو کھاتے ہیں، بلکہ پھروں کا بھی ضیا کر دیتے ہیں۔ ہم کھوپا سن کے ذریعے ہا سسٹھ بھاریوں سے بھرے ہوئے ان علاقوں میں طیرا جیسی بیماریوں کی روک تھام کر سکتے ہیں۔

ہماری منڈیوں میں زیادہ تر بکنے والے آبی کھڑے بد قسمتی سے جنگل کے کھوئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان کے مشرقی ساحلوں پر ہزاروں کی تعداد میں سمندری کھڑے پکڑے جاتے ہیں۔ انہیں پکڑنے کے لئے جہیں پکڑنے والا

ہو جانے کے خطرے کے دبانے پر ہیں۔ اس کے باوجود اب امید کی بجلی سی کرن نظر آنے لگی ہے۔ کچھ چند برسوں میں ہم نے آبی کھڑوں کی قدرتی تاریخ کا بھی کافی علم حاصل کیا ہے۔ انسان نے اس مسئلے میں بہت کچھ معلومات حاصل کی ہیں کہ ان کا وجود کس قدر خطرے میں ہے، اور اب ہماری دنیا میں انسان انہیں بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ سمندری کھڑوں کے انڈوں کو چھپا لیاؤں سے بچ کر کے محفوظ جگہوں میں رکھا جاتا ہے، جہاں ان سے نئے نئے کھڑے نکالے جاتے ہیں۔ لیبارٹریوں میں تنخواہ دار انڈوں سے 90 یصد تک بچے نکل آتے ہیں اور ان میں زیادہ تر بچے بھی جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ بڑے بڑے کھڑے بن جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے آبی کھڑوں کو سمندر میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنا بہت ضروری ہے، ورنہ کھڑوں کے انڈوں کی بڑی تعداد انسانوں، کتوں اور جنگلی شکاری جانوروں کے ہاتھوں برباد ہو جاتی ہے۔ ان سے بچنے کے لئے ہی نہیں آبی۔ بعض دفعہ نئے نئے نوآباد کھڑوں کو لگی بیٹے، بلکہ سال سوا سال کا ہونے کے بعد سمندر میں چھوڑا جاتا ہے، تاکہ وہ اپنے بڑے ہو چکے ہوں کہ پنے ان دشمنوں کا مقابلہ کر سکیں، اسے کہتے ہیں ہیڈ اسٹارنگ۔ ہاں ایک بات یاد رکھیے گا۔ یہ بات حاسن میں دریافت ہوئی ہے۔ یہ ۳۰ ہے کہ انڈے جس درجہ حرارت میں تیار ہوتے ہیں، اس کا اثر آبی کھڑوں کی جنس پر پڑتا ہے۔ اس لئے اگر احتیاط نہ برتی گئی تو انڈوں سے بچے نکالنے والی یہ لیبارٹریاں پانی کے ان آبی کھڑوں کی آبادی کو فائدے کی بجائے نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ یہی گردش حرارت کم ہونے کی وجہ سے صرف نر، یا درجہ حرارت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے صرف مادہ کھوپا پیدا ہو تو یقیناً بہت نقصان ہو جائے گا کچھ ساحلہ والوں کو شبہ ہے کہ ہیڈ اسٹارنگ کے ذریعہ پیدا ہونے والے آبی کھڑے کچھ پالتو قسم کے، ڈر کچھ بڑے ہو جاتے ہیں اور قدرتی حالات کا مقابلہ کرنے اور ہر حال میں زندہ رہنے کی ان کی قدرتی صلاحیت مر

تی جاتی ہے۔ کچھ علاقے اور بستیاں انسان کی پہنچ سے دور ہیں۔ وہاں پانی کے کھڑوں کی آبادی ان علاقوں اور بستیوں کے مقابلے میں بہت گھٹان ہے، جہاں انسانی آبادی زیادہ ہے۔ انسانی سرگرمیاں نہ ہونے کی وجہ سے ان علاقوں کا ماحول پرانہ نہیں ہوا ہے۔ آبی کھڑوں کی جنس قسمیں صرف، ایک خاص قسم کے ماحول اور علاقے میں رہ سکتی ہیں۔ اس کی ایک مثال ہے بڑے سائز کا دریائی تیرا پین (terrapin) جو چرنگ کے جنگلوں میں پیدا جاتا ہے۔ ایک نہتہ تھاجب کلکتہ کے مشرق کی سالت لیک اور دلدل سمندریں کے چرنگ بیڑوں سے بھرے جنگلوں سے ہی ہوتی تھی۔ تب دریائی تیرا پین (terrapin) وہاں رہتے تھے لیکن قریب سو سال پہلے اس جنگل اور دلدل کو جوڑنے والی کچھ کھاریوں کا متناہد کر کے چھیلوں کے بڑے تالاب بنائے گئے اور ہائیکس مکان بنانے کے لئے بھی ان کھاریوں کا متناہد ہونا عرف سے بہتر کر کے، انہیں سکھا دیا گیا۔ سرچھانے کے ٹھکانے اور کھانے کے سامان سے محروم ہو کر تیرا پین اس علاقے سے



## مگر پیچھ



مشرقی افریقہ کا بڑا مگر پیچھ

جال استعمال کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ حرکت خلاف قانون ہے۔ بندری میں جانے والے ان کچھوں میں سے کچھ تو مغربی بحال کی منزلوں میں یک جا تے ہیں۔ اور کچھ دم گھٹ کر مر جاتے ہیں۔ ان سرورہ کچھوں کو جال سے نکال کر بیکنگ دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ سمندر کی لہریں ان کے بے جان جسموں کو چوبائوں پر پھینک دیتی ہیں۔ ساحلی علاقوں میں رہنے والے بعض لوگ سمندری کچھوے کو پکڑنے کے لئے مارہ اور چٹک بھلی (remora) استعمال کرتے ہیں۔ سمندر میں کچھوے نظر آتے ہی پھیرے مار یا چٹک بھلیوں کو سمندر میں اتار دیتے ہیں، اور وہ فوراً ہی کسی نہ کسی بڑے کچھوے سے چپک جاتی ہیں۔ چار چھ ریور اچھلیاں کچھوے کے بدن سے چپک جائیں تو یہ بڑی کچھوے سے بچ کر نکل ہی نہیں سکتا۔ بعض دوسرے ملکوں میں پھیرے بچھوے کے لئے لکڑی کے کچھوے استعمال کرتے ہیں، تاکہ نہ کچھوے ان کچھوں کو مار دے کچھ کر پھیروں کی کشتیوں کی طرف بچھنے چھ آئیں۔ جب یہ سمندری کچھوے تیرتے ہوئے کشتی کے قریب آ جاتے ہیں تو ڈیڈی انہیں ہاتھوں سے پکڑ لیتے ہیں یا درپے کی فکل کے مزے ہوئے ٹھار کا ٹوں میں پھنسا کر ان کا دکھار کر بیٹے ہیں۔ انسان تو بچھوے چھوٹی نسل کے کچھوں کو بھی سکون سے جینے نہیں دیتا۔ جنوبی ہندوستان میں تو گھوٹ گئے اور پھلی کے سان کی دوکانوں میں دوسری یادگار لوگ چیزوں کے ساتھ تارا کچھوے (star tortoise) کے خول بھی بکتے ہیں۔

زمین پر بسنے والے کچھوں کو پکڑ کر یا تو جانور کی طرح فروخت کیا جاتا ہے، جو ان بچھوے سے کچھوں کے حق میں اچھا نہیں ہے۔ بھی دیکھتے نہ بیسے پا تو جانور عام طور پر بچوں کے لئے خریدے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بچوں کو کیا معلوم کہ ان کی دیکھ بھال کیسے کی جاتی ہے۔ اس لئے یہ غریب پالتو راڈے اکثر مر جاتے ہیں۔ کچھوں اور آبی کچھوں کو آپ صرف ایک مختصر مدت کے لئے تو پھل پالنے کے حوض یا ایسی ہی کسی دوسری جگہ مثلاً آکویریم میں رکھ سکتے ہیں اور وہ بھی صرف اس صورت میں جب ان جگہوں کا ماحول قدرتی کچھوں کے ماحول سے ملتا جلتا ہو۔ جینے کا تازہ پانی تو ہر قسم کے کچھوں کے لئے مہیا کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ پانی سے بھانگنے والے سمراٹی کچھوں کو بھی تازہ پانی چاہئے۔ آبی کچھوں کی زیادہ تر قسمیں چھوٹے موٹے ہی مگر ایسے زندہ جانور کھانا پسند کرتے ہیں، جنہیں وہ آسانی سے پکڑ سکیں اور بری کچھوے ریلے پھلوں اور پتیوں کے رسیا ہوتے ہیں۔

ہمیں۔۔۔ ہم سب کو۔۔۔ ہر ممکن کوشش کرنا چاہئے کہ ہمارے ملک میں پائے جانے والے کچھوں، رتی کچھوں کی تسلیں ختم نہ ہوں۔ دوست اگر تمہیں اس خوبصورت اور گارڈ جانور سے دلچسپی ہو گئی ہے تو اس کے بارے میں اور بھی بہت کچھ پڑھو، چڑیا گروں میں جا کر اور موقع ملے تو در اس کرو کو ڈائریکٹ ملک میں جا کر انہیں قریب سے دیکھو، اور تالابوں اور دریاؤں میں تلاش کرو۔ ان کے بارے میں اور معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو تو فوراً قلم غدار مدد رس کرو کو ڈاک کی بک کو خط لکھ بھیجو۔ آبی کچھوں کا مطالعہ کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ تیزی سے بھاگ کر نہیں جاسکتے۔

چوڑے بڑے دانت، جڑکیوں جیسے اجمادوں سے ڈھکی ہوئی چڑی جیسے کوئی تہ زہرہ بکھر کر چمھ کو ایک نظر دیکھ کر تو یہ خیال نہیں آتا ہے۔ ہم نے بچپن سے مگر چھوٹے بارے میں جتنی کہانیاں پڑھیں یا سنی ہیں، ان کی روشنی میں تو ایک ایسے جانور کی تصویر ابھرتی ہے، جسے دیکھ کر کراہیت آئے، گھن سی محسوس ہو۔ لیکن جن لوگوں نے قریب



مگر چمھ سب سے زیادہ بدنام مخلوق ہے۔ 1834ء میں آئی اوئی ہر دلچسپ ڈیلی تصویر 'دی یورپین انیول' (The Oriental Annual) 27 پے سے لی گئی ہے۔ اس میں یہ جانور باجھی پر کاپا کاپا تھوڑا کھلا گیا ہے۔

اس جانور کا معائنہ کیے ہیں ان کا خیال اس سے بالکل مختلف ہے۔ ہندوستانی مگر چھوٹوں کی تینوں قسموں کے بارے میں یہاں نام نے جو کچھ لکھا ہے، اسے پڑھ لو، پھر غور ہی فیصلہ کرو۔ ہو سکتا ہے ہماری طرح تم بھی انجام، کارپانی کے اس راجہ کے گمن گاتے نظر آؤ اسب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ مگر چمھ کی اور انسان کی بہت سی عادات ہیں، بہت سی خصوصیات، ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ اس کی سونگھنے اور سننے کی صلاحیت بہت تیز ہے، اور دیکھنے کی جتنی ہے۔ اور ہاں یہ ڈر ڈر سے تو آڑیں بھی نکال سکتا ہے، اور ایک دوسرے کے بچاوتے دیکھ بھال اور حفاظت کرتے ہیں۔ بالکل ہماری طرح!

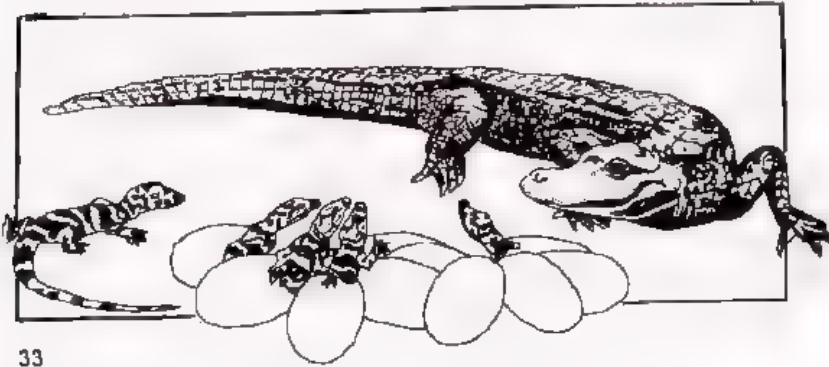
### مگر چمھ اور دوسرے جانور

مگر چمھ حیران کاٹنے پانی کا مگر چمھ ہے، جو ملک کے تقریباً سب ہی علاقوں کے چشموں، دھریوں، بھیلوں اور تالابوں میں پایا جاتا ہے۔ ریگتے والے اس جانور کی کھال کھردری ہوتی ہے اور لمبائی چار میٹر (13 فٹ) تک، بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ بیض مگر چھوٹے کاؤن تو تین سو گھوگرام تک ہو تا ہے۔

ہم نے مگر کو مختلف قسم کے جانوروں کو پکڑنے اور کھاتے دیکھا ہے۔ چھوٹی عمر کے مگر چمھ تک ان کے منہ میں بہت ماہر ہوتے ہیں وہ تیزی سے پانی سے اٹھیں کر ڈرنگن قلابی پکڑتے ہیں اور چھوٹے لنگڑے، پھلیاں اور مینڈک تو پکڑ پکڑ کر دعوت اڑاتے ہی رہتے ہیں جب عمر اور سائز میں بڑے ہو جاتے ہیں تو مینڈک غیر، تو کھاتے ہی ہیں، مگر زیادہ تر سانپ، بے دمے اور چمے پکڑ پکڑ کر بیٹ کی آگ بجھاتے ہیں۔ حرید بڑا ہونے پر تو مگر، جنگلی سورا اور ہرن تک پکڑ لیتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ پانی میں بہتے ہوئے، یا ساحل کے قریب پڑے ہوئے مردہ جانور بھی کھاتا ہے۔ اس طرح گویا یہ ماحول کی صفائی میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ چھٹی تو مگر خوراک کا ایک بہت اہم حصہ ہے۔ جب گرم موسم میں خشکے اور تالاب سوکھنے لگتے ہیں تو انھیں پانی میں جمیں پکڑنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

مگر چمھ کو عام طور پر اندازہ ہوتا ہے کہ کتنے بڑے جانور تک پر قابو پا سکتا ہے، اور اس سے بڑی مخلوق پر وہ شاید ہی کبھی حملہ کرے گا۔ ایک دفعہ مگر چھوٹوں کی پٹائی کے بعد وہ اپنے پکڑنے میں بہت ہاتھ و پاؤں میں، مگر تالاب، میں دھوڑا تھا کہ لہانک جیسے بجلی کا کوہ اسانپا اور ایک بڑے سے مگر چمھ نے اس کا ہاتھ منہ میں دھسا یا، اور آنکھیں چمک

مگر چھوٹوں اور مگر چھوٹوں کی اکثر قسموں میں مادہ مگر چمھ حلاوتی گھڑیل کی مادہ اڑے دینے کے بعد اپنے اہول مگر، دمے کی حفاظت کرنے کے لئے اُدر اپنے منہ کو اٹھوں سے لگتے ہیں۔ دہنے کی خاطر ان میں ہر دو پتھر رقی ہے۔



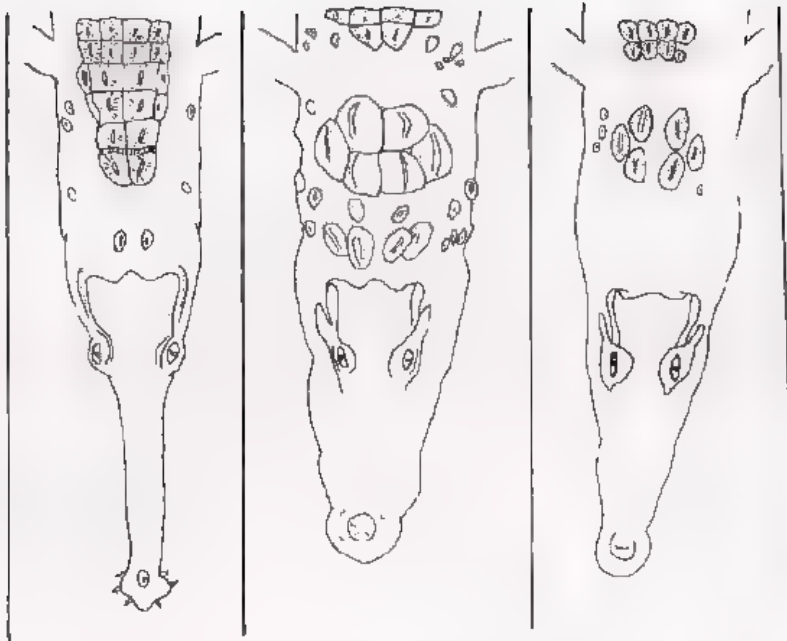


چمک کر، آسو چکا تا ہوا تیزی سے پانی کی سطح کے اوپر اُٹھیا۔ لیکن ان چند لمحوں میں اس نے تیزی سے حالات کا جائزہ لیا اور اس نتیجے پر پہنچ کر کہ یہ بھی یہ شکار تو قہرہ بنانے کے لئے زیادہ ہی بڑا ہے۔ اس نے بہت غری سے میرے دوست روم کام تھ پھوڑ دیا۔ احتیاط کا یہ عالم تھا کہ روم کے ہاتھ پر ہلکی سی غراش تک نہیں گئی۔

ہمارے اس کے گرد کوئی انکسین تک میں ہر دن چھ ہزار مگر بچوں کے لئے خوراک مہیا کی جاتی ہے۔ اس کے لئے ہم ہر پختہ ذائقہ، گوشت، چوبے، اور موس کیلئے خریدتے ہیں۔ بچی بات یہ ہے کہ مگر کچھ سٹے بیڑیہ رگڑ نہیں ہیں، جتنی ہم انہیں سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ آرام طلب جانور ہے، اور اسے خوراک کی صورت میں زیادہ لیندہ صحت کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ وہ تو دن بھر روم میں بڑا رہتا ہے، بیوی کی سطح پر ہلکے کھاتا رہتا ہے۔ اس کی مادہ بھی پستانہ جانوروں (mammals) اور پرندوں کی طرح اور ادر اور دھماگ کرتی، بجھتی نہیں بھرتی۔ اس کے علاوہ وہ بے حد سیدھے منہ ہوتا ہے۔ خوراک کا زیادہ تر حصہ ہضم کر لیتا ہے۔ حال ہے جو کچھ بھی برباد ہونے دے۔ اس کا ہضم یہاں جواب ہوتا ہے کہ ہڈیاں تک ہضم کر لیتا ہے۔ جب ہی تو کم خوراک کھا کر بھی مزے میں گزار دیا جاتی ہے۔ مثلاً اگر وہ کوئی انکسین تک میں ایک سو پچاس (150) سے بھی زیادہ وزن دار ایک بڑا، مگر کچھ مینے، ہر میں صرف میں کھوشت کھاتا ہے۔ اگلے صاحب اس سے زیادہ تو ایک افسوسناک کہتا ہے۔

ہر سال دسمبر میں بڑے بڑے طاقتور مگر غرا کر اور چیز اچھا بچا کر گویا اپنی طاقت اور جوں مردی کا اظہار کرتے ہیں۔ جڑے کی یہ حرکت، دراصل پانی میں چھپ چھپ کرنے کی تیز ساز ہوئی ہے جو مگر کے پانی کی سطح پر جڑا مارنے سے پیدا ہوتی ہے وہ اپنی دم تیزی سے گھم گھما کر گویا اپنے ٹھکانے اپنی تپتی، کا ساتھ کرتے ہیں۔ مباشرت (mating) کے لئے مادہ کی تلاش میں۔ جنسی کا عمل پانی میں ہی ہوتا ہے۔ اور اس کے مینے بھر بعد مادہ مگر کچھ کو بڑے دینے کی فکر سنانے لگتی ہے۔ وہ دریاؤں تالاب کے کنارے کے قریب ہی ریت یا مٹی کا پر سوں اور الگ ٹھکانہ ساسا حل تلاش کرتی ہے، جمال وہ اپنا ٹھکانہ، بنا سکے۔ بعض وقت وہ اپنی پھیلی ہانگوں سے کھود کھود کر کئی ٹھکانے (سوئڈی ہے، جب کہیں جا کر سب سے اچھا گوشہ ملے۔ یہ ٹھکانہ تیار کرنے کے بعد، ایک رات وہاں میں سے تیس بڑے سخت اور سفید انڈے دیتی ہے۔ پھر بہت احتیاط اور ہوشیاری سے انہیں ریت مٹی سے ڈھک دیتی ہے۔ اس کے انڈے مرنے کے انڈوں کے تقریباً تین گنا بڑے ہوتے ہیں۔

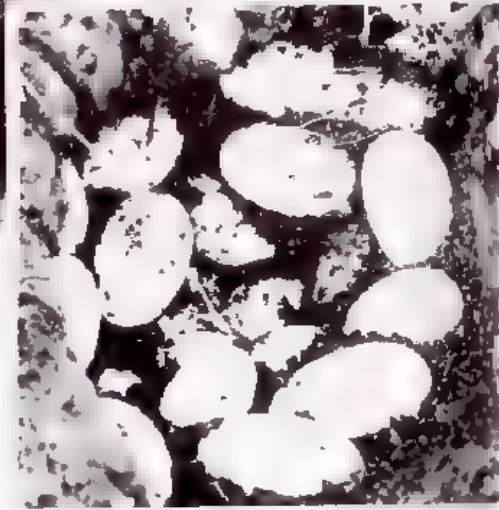
یہ غڑے سزا کی دن تک زمین کے نیچے پکے ہیں اور آخر انڈے میں جنم (ناکل پچ) تیار ہو جاتا ہے۔ مادہ اپنے دن تک اپنے اس ٹھکانہ سے دور نہیں جاتی بلکہ پانی سے باہر اس کے قریب ہی پڑی رہتی ہے۔ خاص کر شکاریوں کی سرگرمی کے وقت، یعنی راتوں کو قریب ہی چوکتا اور خبردار رہتی ہے۔ اس وقت وہ بہت خون خوار ہو جاتی



”یہ وہ ستان سما ہے جانے والے تھیں تم کے مگر بچوں کی شہادت منسلک نہیں ہے گزراں (راہی) کا جڑ بے حد رکھتا ہے مگر (دریاں) کا جڑا سب سے بڑا ہے اور کھارے پانی کے مگر پچ (پانی) کی تو غری کر کے متا ہے میں لگی ہوتی ہے اور اس کے کر کے پیچے بڑے بڑے کچرے نہیں ہوتے۔“

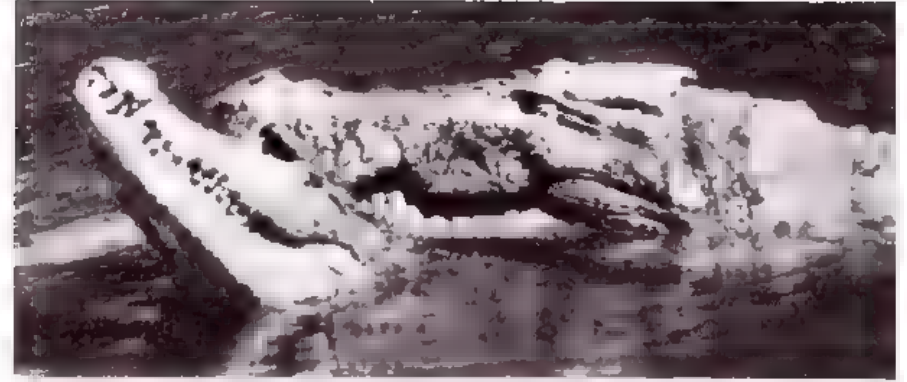
ہے۔ حال ہے جو کوئی انڈوں کے قریب پہنچ جائے اور وہی سے بھگا دیتی ہے۔ اور بھی ٹھیک بھی ہے۔ کہ کچھ مگر کچھ کے مذہب انڈوں کی راحت تو موثر نیز اور، پھیل جوں، جنگلی سوراں اور دوسرے بہت سے جانوروں کو پھندہ ہے۔

رہنے والے تمام جانور ان میں مال باپ کا فرض سب سے اچھی طرح مگر لگی ہی بھلتے ہیں۔ اپنے ”کھرو تے“ کی حفاظت کے کام میں نہ بھی اکثر مارہ کا تھ بٹاتا ہے۔ جب انڈوں سے بچے نکلنے کا زیادہ قریب آتا ہے تو وہ دونوں مل کر اپنے پیچے ہوئے خزانے یعنی اس ٹھکانے کو کھولتے اور بچوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ جب بچے انڈے نکلتے



مگر کے گھر و محلے کھول کر لیدو تھے انڈوں کی تلاش کی جارہی ہے

جانوروں (mammals) تک، سب ہی ان کے دشمن ہیں۔ یہاں تک انڈا کھل کر باہر آنے والے ننھے مگر چھوٹے جوان ہونے اور سن بلوغ تک پہنچنے کا امکان کم ہی ہوتا ہے۔ بول سمجھ ہو کہ اگر یہ ننھا مگر چھ خدا خدا کر کے کم از کم ایک میٹر (1) تک لمبا ہو گیا ہے، جب اس کے لئے پتے ال جنگلی دشمنوں سے جاں بچنا ممکن ہو پاتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے جب، اس کا گوشت اور کھال حاصل کرنے کے لئے انسان اس کا شکار کرنا شروع کر دیتا ہے اور ہر کڑواں لوطہ کھائی! اور دنیا میں کبھی پانچ قسم کے مگر چھ تھے، اب یہ ان کی بد قسمتی سمجھئے کہ ان کھال اتنی خوبصورت، پس منسوب ہوتی ہے کہ اس کا شمار دنیا کی بہترین قسم کے چمڑے میں ہوتا ہے۔ مگر چھوں کی کارنگ اور مگر چھ پال کی صنعت سے، اور قدرتی ماحول میں



مگر چھ (mink) کرتے ہوئے مگر چھوں میں رہا مگر چھوں سے ملوہ سے ملوہ ہے

کر باہر نکلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، تو انڈوں کے اندر ہی سے، مارک، مارک، پارک کی آوازیں نکالتے ہیں اور صف میں ننھے ننھے مگر چھوں کے گنگناہ کی سی آوازیں ابھرنے لگتی ہیں، جنہیں مال باپ قریب ہوں تو فوراً ہی سن بیٹے ہیں۔ جب وہ دونوں کھود کر انڈے نکالتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو انہیں کچھ انڈوں سے بچے نکلے ہوئے اور کچھ سے نکلنے ہوئے مگر چھ کے مضبوط جڑے چاہیں تو سمجھیں تک کو جکڑ کر مار دیں، لیکن ایک مضبوط جڑے بڑی نرمی سے اس سے منے مگر چھوں کو اٹھا کر پانی تک لے جاتے ہیں جن انڈوں سے اس وقت تک بچے نہ نکلے ہوں انہیں مادہ مگر چھ، منہ میں رکھ کر ٹپکے سے دباتی ہے، انڈا ٹوٹتا ہے، اور بچہ ہال کے منہ میں جم لیتا ہے۔ انسان صدیوں سے اس انوکھے اور قابل تحریف منکر کو دیکھتا آیا ہے اور وہ تو سب سمجھتا رہا ہے کہ مگر چھ رو رو رہا اپنے بچوں کو کھاتے ہیں!

ننھے ننھے مگر چھ ایک مثالی سی بناتے ہیں، جسے پوچھ سکتے ہیں اور وہ کئی مہینے تک ہال باپ میں سے ایک کے، یا ممکن ہو تو دونوں کے ساتھ ان کے چمچر چھایا میں رہتے ہیں۔ لیکن یہ بچے 35 سنٹی میٹر (14) کا کھلے ہو جائیں، تو پھر تو انہیں، کیسے ہی باہر کی دنیا میں قدم رکھنا، تنہا دنیا کا مقابلہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ ان کے دشمن بہت بہت ہیں۔ بڑی چھیلیوں سے لے کر ملک ملک کر چٹنے والی لٹلوں اور ان جیسے دوسرے پرندوں تک، سانپوں سے لے کر پہاڑی وار



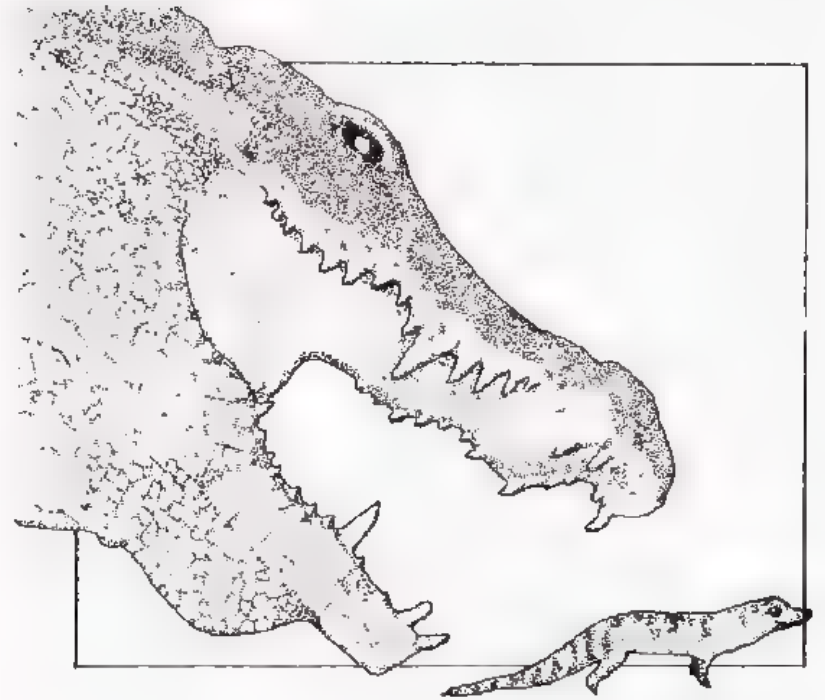


100-1000-1000-1000

اس جانور کے فائدوں سے متعلق باب میں ہم اس مسئلے پر تفصیل سے بات کریں گے۔

ہم نے انڈے دینے سے پہلے، گھر و گدا ایتانے اور انڈوں سے بچے نکلنے کے وقت تک ان ٹھکانوں کی حفاظت وغیرہ کرنے سے متعلق مگر مچھوں کی سرگرمیوں کے بارے میں آپ کو جو کچھ بتایا، وہ دنیا بھر میں مگر مچھوں کی زیادہ تر قسموں پر صادق نظر آتا ہے۔

ایک ٹھکانہ مگر مچھ اسی نظر سے باہر آئے گا اور اس کے باب میں سے ایک ہے جو تیار سے لے لیا ہوا ہے۔



### کھارے پانی کے مگر مچھ

مگر مچھ پلن والے اس مگر مچھ کو بہار سے کھارا یعنی نمکین کہتے ہیں۔ ہاں، قویہ کھارا، مگر مچھوں کا راجہ، اور دنیا کا سب سے بڑا مچھ دال جانور ہے۔ اس کی لمبائی بعض دفعہ سرت میٹر (23 فٹ) تک اور وزن تقریباً ایک ٹن تک پہنچ جاتا ہے۔ یعنی ہزار کلو سے بھی زیادہ! نٹاسور کے دور کے بعد سے لے کر آج تک کھارے، جتنے بڑے کسی مچھ کے لیے کیڑے نے ہماری زمین پر قدم نہیں رکھا ہو گا۔ ہم نے جس جس فٹ لیے کھاروں، کا ذکر تو سنا تھا لیکن اتنے بڑے مگر مچھ کو دیکھنے اور نہ اپنے کا اتفاق پہلے مرتبہ پاؤں (لیوگن) میں ہو۔ دیو جیسا یہ مگر مچھ ایک بوڑھا تھا جو بد قسمتی سے لڈائی دریا میں مچھلی کے چال میں پھنسا اور گھٹ کر مر گیا۔ اگلے دن جب ہم وہاں پہنچے تو متحاشی و مباحی اس کی کمال اتارنے میں جتنے ہوئے تھے۔ اس کے محلے میں 40 کلو وزن کا ایک پورا کا پورا ہرن موجود تھا اس مگر مچھ کی لمبائی 8.2 میٹر سے زیادہ یعنی 20 فٹ کے قریب تھی۔

ظاہر ہے جس فٹا مگر مچھ تو ہرن اور دوسرے بڑے جنگلی جانوروں کو قتل بنائے گا ہی۔ لیکن دریا میں سبز کا، تین دس سے تیرہ فٹ یا چار میٹر لمبائی والا کھارا، عام طور پر کیڑے، مچھلی، مینڈک اور دوسرے چھوٹے شکاریوں پر غور کرتا ہے۔ ظاہر ہے باقی سب مگر مچھوں کی طرح اسے بھی اپنے شکار پکڑنے کے لئے بہت چالاک، اور بے حد خد موش اور احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ وہ چپے رہتے ہیں، اور دسہ پاؤں، رہتے ہوئے، چپکے چپکے اپنے شکار کی طرف کھینکتے رہتے ہیں۔ ایک دفعہ قریب پہنچتے ہی، ”واپے اندر چھپی ہوئی ہڈی چتی اور رفتار کو کام میں لائے گی کی سی تیزی سے آخری وار کرتے ہیں۔

ایک دفعہ ہم نے دیکھا کہ ایک، کھارا، بے حد آہستہ آہستہ اپنے تالاب کے کنارے کی طرف کھسک رہا ہے۔ ذرا سی ہی دیر میں ہم نے تاز لیا کہ حضرت کسی پتھر میں ہیں۔ اس نے اپنے بدن کو کمان کی طرح موڑا، اور مچھلیوں کے ایک پورے جتنے کو اپنے اس کمان کی طرح مڑے ہوئے بدن اور تالاب کے کنارے کے درمیان، گویا قید سا کر لیا۔ جیسے جیسے مگر مچھ کنارے کی طرف بڑھ رہا تھا، اور دریا میں فاصلہ کم ہو رہا تھا ویسے ویسے چھبیاں بے قراری سے اچھل کود کر رہی تھیں۔ کچھ تو اچھل کر کنارے پر جا گریں، کچھ مگر مچھ کی پیٹھ پر گر گیں اور غیڑی سے اچھل کر ہڑ دی حاصل کر لی۔ لیکن اس کے باوجود کھارے، نے کئی چھبیاں دیوچ ہی لیں۔ اور کچھ تو بے چاری تیری ہوئی سیدھے اس کے اداہ کھے جڑے ہی میں گھس کر اس کا نوالہ بن گئیں۔ ہم نے، کھاروں، کے بارے میں طرح طرح کی کہیاں سنی ہیں کہ وہ بے شمار کے انتظار میں کئی کئی دن دریا تالاب کے اس گوشے کے قریب رہا رہتا ہے جہاں مختلف جانور ہانی پیتے سٹے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مگر مچھوں میں سوچنے سمجھنے اور شکار کو پھانسنے کے نئے نئے طریقے وضع نہ کانے کی صلاحیت



ہوتی ہے۔

کھارے پانی کے گرچہ ہندوستان سے لے کر مشرق میں آسٹریلیا تک پائے جاتے ہیں دنیا کے سارے مگر  
مچھوں میں سے صرف اس گرچہ کے ہارے میں لور دیائے ٹیل کے مگر مچھوں کے ہارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کبھی کبھی  
آدم خور ہو جاتا ہے۔ بد قسمتی سے یہ گناہ ہے کہ لاش ہوتے مگر مچھوں کے دل سے انسان کا ذرہ نکل جاتا ہے اور وہ انسانوں  
اور ذمہ داروں پر حملہ کرنے لگتا ہے۔

افریقینیا کے قیام کے دوران ہم نے ساوا ایریا ملکوں کے کچھ ایسے لوگوں سے انٹرویو کیا تھا جنہوں نے گرچہ  
کے مچھوں انسان کے ہارے جانے کے تقریباً درجن بھر واقعات خود اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔ یوں تو اس علاقے  
میں، کھارے، بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ لیکن اس قسم کی حرکتیں صرف ایک گرچہ کر رہا تھا۔ بعد میں وہ جال میں  
پھنس گیا، اور اسے گولی مار دی گئی۔ لیکن مقامی لوگوں کو تو یقین تھا کہ وہ دراصل ایک ایسے دیہاتی کی روح تھی جو مدت  
پہلے ختم ہو چکا تھا۔

کھارے، گرچہ کھارے پانی کی دلدلوں میں ملتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب یہ ہندوستان کے ساحلی علاقوں  
میں بھی عام تھے۔ لیکن اب یہ ہندوستان میں صرف تین جگہ پائے جاتے ہیں۔ یعنی جزائر اٹلان اور کوبار، میں، اور  
مغربی بنگال اور آڑیسہ کے ٹکرو دلدلوں میں۔ ان علاقوں میں نالوں پر جسے کے واقعات بہت کم ہوئے ہوں گے۔  
ہاتھیوں اور شیروں کے علاقوں کی طرح مگر مچھوں کے علاقوں کے رہنے والے بھی اپنے آپ کو خطرہ سے بچنے  
رکھنے کا ہنر سیکھ بیٹے ہیں۔ آسٹریلیا میں تو ہزاروں سیاح رینڈوں پر جاتے ہیں، جن میں بڑے بڑے، کھارے، بہت  
بڑی تعداد میں رہتے ہیں، اور وہاں کے لوگین پاس، یعنی اب اور نیگی (aborigines) تو کئی تو ہزاروں سال سے ان کے  
ساتھ رہنے آئے ہیں۔

کھاروں، کے ملن اور جنسی ملاپ (making) کا طریقہ بھی بڑی حد تک دوسرے مگر مچھوں جیسا ہی ہے لیکن  
گرچہ کے مقابلے میں، انہیں مخصوص علاقے کا احساس اور شعور بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مباشرت (making) کے دوسرا  
میں چھوٹے مگر مچھوں کو بڑی عمر اور سائز کے مگر مچھوں سے دور ہی دور رہنا پڑتا ہے۔ ورنہ جین ممکن ہے کہ مفت میں  
مارے جائیں!

سب سے بڑا فرق ان کے ٹھکانے کا ہوتا ہے کھارے پانی کے گرچہ کی بات ٹھکانے کے لئے پتوں اور چھو  
ساکے مادے بہت بڑا سا اور لمبیت نہیں شید بناتی ہے۔ پھر اس ٹیلے کی چوٹی میں ایک بڑا سوراخ کھودتی ہے، اور اس  
میں 50 سے 80 تک انڈے دیتی ہے۔ اگر اس کا یہ ٹھکانہ پانی کے قریب ہی ہو تو وہ دیرپا یا تابا کے قریب ترین نالے یا

→ کھارے پانی کے گرچہ کی یہ کھوپڑی نانا پناہ میں سب سے بڑی ہو گی۔ کہتے ہیں یہ گرچہ پہ پہل لیا



کھاڑی میں رہ کر اس کی حفاظت کرتی ہے۔ لیکن، کھارہ، مگر مجھ عام طور پر اپنا یہ ٹھکانہ، چرنک کے جنگل کے سرے پر ہوتا ہے، جہاں چٹھے پانی کی دلدل سمندر کے دو جزروائے دلدلی علاقے سے مل جاتی ہے۔ اس لئے وہاں اکثر اس قسم کی مناسب کھاڑی پائالہ ہوتا ہی نہیں ہے۔ اس صورت میں مادہ اپنے لئے گڑھا سا کھود لیتی ہے، جس میں ظاہر ہے، پانی بھر جاتا ہے۔ اور مادہ مگر مجھ، اپنے انڈوں کی حفاظت کرنے کے لئے اس گڑھے میں پڑی رہتی ہے۔ ہم نے تو اپنے تجربے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ اور سیکھ لی ہے کہ انڈوں یا بچوں کی حفاظت کرتی ہوئی مادہ مگر مجھ سے کسی قیمت پر ٹھکر نہ لو!

کھارے پانی کا مگر مجھ غدار کو پکڑنے کے لئے کافی اور تک ایس ساکل ہے۔



بلکہ اسے چوری عزت اور مان دو۔ مگر اس کے گرد کو ڈائیل بنک میں سے مگر چھوٹے انڈوں سے لہذا شرعی میں ہے ٹکانے کی خاطر، ہم مگر چھوٹے، ٹھکانوں، سے انڈے نکالتے ہیں۔ کیا قیامت کا منظر ہوتا ہے! ہمارا لانے والے، موٹر سائیکل میں کھڑے والے خیالات جیسے دوسرے جان بھنگی پر کھتے والے غرور سوار تو شاید بہت لطف اٹھائیں۔

### گھڑیاں

گھڑیاں کو دیکھتے ہی آپ کی نظر اس کی انتہائی ہی خصوصیتوں پر اٹک جائے گی مگر اس کے دانت کتنے تیز ہوتے ہیں! وہ، قدرت نے پھلی پکڑنے کا کیمیا معرین آکر چلا ہے، دور اپنے ہاتھ کی جھنجھکی سے پانی کو کھینچنے کی کوشش کر دے۔ مشکل ہے نا؟ اور اب ذرا ایک چھڑی سے پانی کو حلیو اب تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ گھڑیاں کے یہ لمبے اور غلط جڑے پھلی پکڑنے میں اسے ماہر اور کامیاب کیوں ہیں۔ گھڑیاں کا بدن بہت ہموار اور تراش خراش بہت قیاس ہوتی ہے۔ اس معاملے میں وہ دنیا کے اور سب مگر چھوٹے سے بہت آگے ہے اور یہ سارے مگر چھوٹے کے مقابلے میں بہت زیادہ آگے (aquatic) یعنی پانی کے دریا ہوتے ہیں۔ بہت کم کبھی کبھی پانی سے باہر آتے ہیں۔ پول سمجھو صرف دھوپ پینگئے اور اٹھ دینے کے لئے پانی سے نکلتے ہیں۔ اور یہ مگر کی طرح زمین پر چلنے بھی نہیں ہیں۔ یہ تو اپنی ساری زندگی شمالی ہندوستان کے پٹ ڈار گھرے دریاؤں میں گزار دیتے ہیں۔

کوڑھٹ پھٹل پار کی، رام گنگا ندی کے صاف پانی میں پڑے ہوئے گھڑیاں کو دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ ایک جیسی تیزی ہوئی، پانی کی تہ میں پڑے ہوئے، اس پائل بے وس حرکت ایسے کے قریب سے گزرتی ہے، اور وہ اچانک پلٹ کر، کھلی کی سی حرکت سے اسے پکڑ لیتا ہے۔ گرد کو ڈائیل بنک میں، ہم روانہ گھڑیاں کو کھانا ملنے دیکھا کرتے تھے۔ یہی مان گئے، کیا ہاتھ کی صفائی تھی! بلا کی تیزی اور نشانہ بالکل صحیح! ہم نے بھی کئی دفعہ ان کی طرف چھلیاں پھینکیں۔ تو بیچ ہوا میں پکڑ لیتے ہیں یا، اور ہر چھلی کر کر اچھلی اور انہوں نے پکڑا۔ چھوٹے گھڑیاں تو کبھی کبھی بڑی سی چھلی پکڑ کر دوڑتے ہوئے سیدھے تالاب سے باہر نکل آتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ جانتے ہیں کہ اتنی بڑی چھلی کو پکڑے رہنا آسان نہیں ہے۔

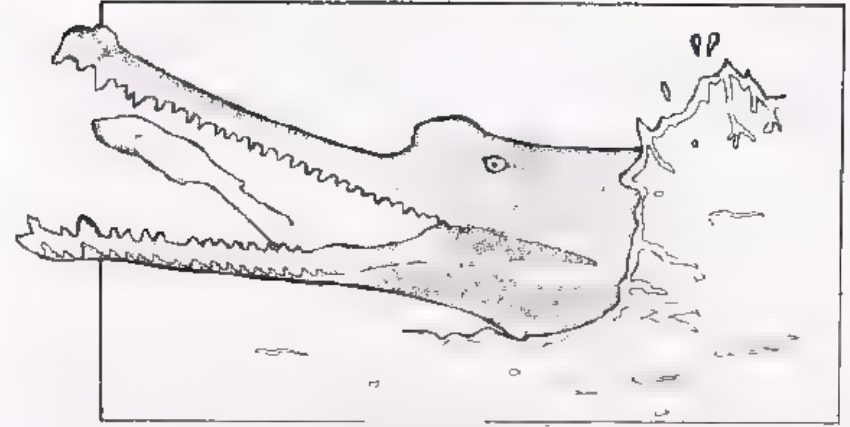
مگر کی طرح گھڑیاں کی افزائش نسل کا زمانہ بھی سردیوں میں ہوتا ہے۔ دس بارہ سال کی عمر میں یعنی بالغ ہونے پر گھڑیاں کی خصوصیتوں پر ایک بڑا سا کوزلی مساسا نکل آتا ہے جسے گھڑیاں کہتے ہیں۔ مگر چھوٹے کی یہ واحد قسم ہے جس میں نر اور مادہ کی شکلوں میں فرق ہوتا ہے۔

یہ گھڑا گھڑیاں کے منتوں کے ٹھیک اوپر ہوتا ہے، اور جب گھڑیاں دوسرے تمام مگر چھوٹوں کی طرح سی سی کرتا ہے تو اس کے سیاہی کی آواز گھڑے کی وجہ سے بہت اونچی ہو کر تیز جھنساہٹ جیسی ہو جاتی ہے۔ اس سے شاید



کیسے اٹھاتے ہیں۔ جو سکتا ہے کہ مادہ گھڑیاں اپنے بچوں کو اٹھاتے بھی ہیں یا نہیں! بچا کر دریا کے محفوظ پانی میں پہنچاتی ہو۔  
 دوسرے سب گھر گھروں کے سے فوٹے اور توڑا نیکو بچوں کی طرح گھڑیاں کے بچوں کو بھی اس دنیا میں  
 قدم رکھتے ہی اپنا پیٹ بھرے کا جتن خود ہی کرنا پڑتا ہے۔ وہ پہلے دن ہی سے دنیا کے کنارے کنارے سفر کرتی ہوئی  
 پھیلیوں کے بڑے بڑے جھولوں پر لپک کر پھلی پھلنے لگتے ہیں۔ ان ننھے ننھے گھڑیاؤں کی خوشنویں، حتیٰ کہ کسی ہوتی ہیں  
 کہ گلتا ہے کہ یہ تو یہ کارنوں ہیں یا پھر کسی دوسری دنیا سے آئی ہوئی کوئی انوکھی مخلوق!

ایک باغ ز گھڑیاں ایک بڑی ہی پھلی پھلنے لگے ہوئے



گھڑیاں کے گھب جڑے پھل پھلنے لگے ہوئے ہیں۔ دور پھلی ڈکھڑکی کی خاص غذا ہے۔

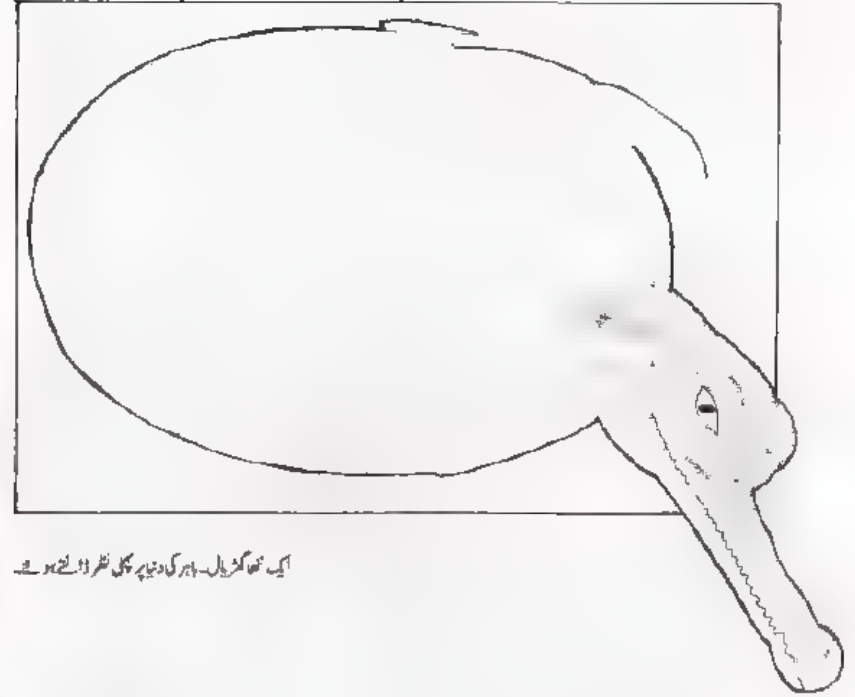
دو ہر افکار ہو سکتا ہے۔ ایک طرف تو مادہ کی طرف تھکتی ہے دوسری طرف اس علاقے کے باقی سب نہ بھی سمجھ جاتے  
 ہیں کہ ان کی خیریت اسی میں ہے کہ وہ اس علاقے سے دور ہی دور رہیں۔ گھڑیاں عام طور پر بہت شریف جانور ہے۔  
 لیکن میٹنگ (Mating) کے زمانے میں گھڑیاؤں میں آہٹ میں زبردست جنگ ہو سکتی ہے اور اٹھوں کی حفاظت  
 کے دوران مادہ گھڑیاں بہت خطرناک ہو جاتی ہیں۔

مادہ گھڑیاں اپنی پیدائش میں شمال کے بڑے دریاؤں کے کنارے مٹی اور ریت سے پتے ہوئے بلند کناروں پر  
 چالیس سے اسی تک اٹھنے دیتی ہے۔ ان دریاؤں میں عاید کی بلند یوں سے بہہ کر آنے والے دریاؤں اور گنگا جنتا کے بہت  
 سے معاون "اڑیہ" کا دریا مائٹری، اور مدھیہ پریش اور راجستھان میں پنے وا، اوریا نے مکمل شامل ہیں گھڑیاں کے  
 اٹھنے تقریباً ستر دن تک ریت میں پختے رہتے ہیں۔ اور جب اٹھوں میں بچے پوری طرح تیار ہو جاتے ہیں تو اٹھوں کے  
 اندر ہی سے آواز دیتے ہیں جسے سن کر مادہ گھڑیاں سمجھ جاتی ہے کہ اب اٹھوں کو کھود کر باہر نکالنے کا وقت آگیا ہے۔  
 آج تک کسی انسان نے نہیں دیکھا کہ چیز واٹھوں والے یہ گھڑیاں اپنے ان مضبوط اور خطرناک جھڑوں سے اپنے بچوں کو

اس صدی کے آٹھویں دہائی کے لوہین برسوں میں ہم نے پہلے شمالی ہندوستان میں اور پھر نیپال اور بنگلہ دیش میں مگر چھوٹوں کے لئے کئی سروے کئے۔ آج دنیا بھر میں کل ماکر دوسرے بھی کم جنگلی کڑیاں زندہ ہو گئے۔ مگر کی صورت حال کچھ بہتر تھی۔ کل ماکر تقریباً دو تین ہزار مگر ہندوستان کے مختلف حصوں میں موجود تھے۔ اس کے علاوہ شری لنکا میں بھی یہ کافی تعداد میں ہوتی تھے۔ ہم نے مگر چھوٹوں کے ٹھکانوں اور بستیوں کو قریب سے دیکھنے کے لئے چالیس دن تک موٹر سائیکل سے شری لنکا کا دورہ کیا۔ کھارے پانی کے مگر چھ کی حالت خراب تھی۔ ہندوستان بھر میں وہ سب ماکر صرف چند سو رہ گئے تھے اور ان کی بستیاں تیزی سے گھٹ رہی تھیں۔

مگر چھوٹوں کی کھال حاصل کرنے کے لئے انھیں ہزاروں کی تعداد میں مارا گیا ہے۔ قبائلی اور دوسرے باشندے ان کے انڈے اکٹھا کر کے کھاتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندو پاندے نے کے پروہتوں اور جنگلوں کی کٹائی کی

یہ ٹھکانا کڑیاں لٹا چھوٹا ہے کہ پانی تو سطحی میں بھر رہا۔



ایک ٹھکانا کڑیاں۔ باہر کی دنیا پر بھی نظر ڈالئے ہوئے۔

### پروجیکٹ کرو کوڈائل

جب درلڈ وائلز ایکٹ فنڈ نے ہندوستان کے تیزی سے گھٹتے ہوئے اور شیروں کو بچانے کے لئے ایک لاکھ ڈالر کا چندہ دیا تو پروجیکٹ گیار کا نام بہنوں نے سنہ 1975 میں قوام متحدہ کی خوراک اور زراعت تنظیم نے ہندوستان میں پائے جانے والے مین قسم کے مگر چھوٹوں کی نسلوں کو معدوم ہونے سے بچانے کے لئے ہندوستان کی مدد کی خاطر کرو کوڈائل پروجیکٹ شروع کیا۔

مگر جیسوں اور مگر ریلوں کی لاجواب کھال کے لڑائی میں انسان نے سب سے بڑے پکارتے پر اس حقوق کا شکار کیا ہے کہ یہ دنیا کے ریوڑ 7 علاقوں میں کیاب  
ہو گئے ہیں۔



وجہ سے بھی ان کے پسندیدہ علاقوں کا رنگ روپ اتنی تیزی سے بدل رہا تھا کہ خطرہ وہ یہ تھا کہ ان علاقوں میں مگر چھ  
سر سے ہی ختم ہی نہ ہو جائیں۔

لیکن مگر چھوں کو بچانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یہی بات یہ ہے کہ مگر چھ ۷ جواب شکاری بھی ہے اور  
خاکروب بھی ہے۔ اس لئے پانی کے ذخیرہ کو مستقل صاف کرتا رہتا ہے۔ اور پھر یہ جن جانوروں کو کھاتے ہیں ان کی  
نسلوں کو بہتر سے بہتر بنانے کا شہیکہ بھی لے بیٹے ہیں۔ وہ کیسے؟ وہ ایسے کے یہ جانور عام طور پر پیار اور شہی جانوروں کو  
نوالہ دیتا ہے۔ ام تو کہتے ہیں کہ اگر ایک طرف جنگل کا رچہ شیر ہے تو دوسری طرف دریاؤں جھیلوں اور ویدلوں کے  
پاسوں کا مگر چھ سر دوسرے۔ ان کے بغیر تو ہمارے قدرتی ماحول کا توازن ہی بگڑ جائے گا۔ اور اس کا مہیا بھی گر جائے گا۔  
مثلاً اگر پانی کے ذخیروں میں رہنے والے تمام مگر چھوں کو مار دیا جائے تو تجارتی پکارتے پر سم اور چٹاپا اور مچھلی بگڑنے  
والے مچھروں کے سبب جانے والی گرے۔ مانی عذاب بن جائے گی۔ کو سمبھور کے قریب امراتی ریزہ اڑ میں مگر کی آبا  
دی بہت، مچھی اور نسل بہت صحت مند ہے۔ یقیناً مائے تجارتی پکارتے پر مچھی بھی وہاں پکڑی جاتی ہے، ملک مگر میں اور  
کہیں نہیں پکڑی جاتی۔ جو لوگ اب تک مگر چھوں کی بہت کو نہیں سمجھ سکے ہیں انھیں اس بات سے سبق لینا چاہیے۔

”پرو جیکٹ کرو کوڈا کل“ کے سلسلے میں کام کرنے والے ماہرین مگر چھوں کے اظہے جمع کر کے انھیں بہت  
احتیاط اور ہوشیاری سے محفوظ رکھا اور معمری حرارت سیا کر کے ان اظہوں سے بچے نکالے گئے۔ اظہوں سے نکلنے والے  
ان ننھے ننھے مگر چھوں کا وہ تین سال پان پون کیا اس کے بعد انھیں پوری طرح محفوظ قدرتی علاقوں میں رکھا گیا، اور  
اب دس سال کا عمر گزرنے کے بعد انھیں پوری طرح محفوظ قدرتی ماحول میں ان کے اصلی ٹھکانوں میں چھوڑ دیا گیا  
ہے، اور ان میں سے اکثر نے نسل بدھانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ ظاہر ہے انھیں ہندوستان کے ہر اس علاقے میں  
چھوڑنا تو ممکن نہیں تھا، جہاں وہ پھسے پائے جاتے تھے۔ دراصل ہندوستان میں انسانی آبادی اس تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ  
بہت سے ایسے علاقے جو کل تک کھلے جنگل تھے، اب بالکل بدل چکے ہیں۔

سچ مگر آبادی تامل ناڈو کے امراتی ریوڑ مایز میں، مگرات کی کیر لائن مچھی کی سیرن ایک میں راجستھان  
کی رن جمبھور ناگر مچھی میں اور مشہور دوسری جگہوں نظر آتے ہیں، کھارے، کامتھن، جھوہ دیکھن ہو تو سر دیوں کے  
موسم میں اڑیسہ کی مہیا رکیا مچھی اور جزائر انڈیا کے بعض علاقوں میں دیکھئے۔ اور کھریال کی بستیاں دیکھنے کے لئے  
مچھل ریوڑ مچھل پکار، اڑیسہ کے مہاندی دریا اور نیپول کے پیتا لون پیتل پکار میں جاسیے۔ یقیناً مائو ایک بڑے زر مگر  
چھ کو بڑا سا جزا کھولے صبح سویرے آرام سے دھوپ سینکنے کا منظر ایسا ہوتا ہے کہ بھلائے نہ بھولے۔



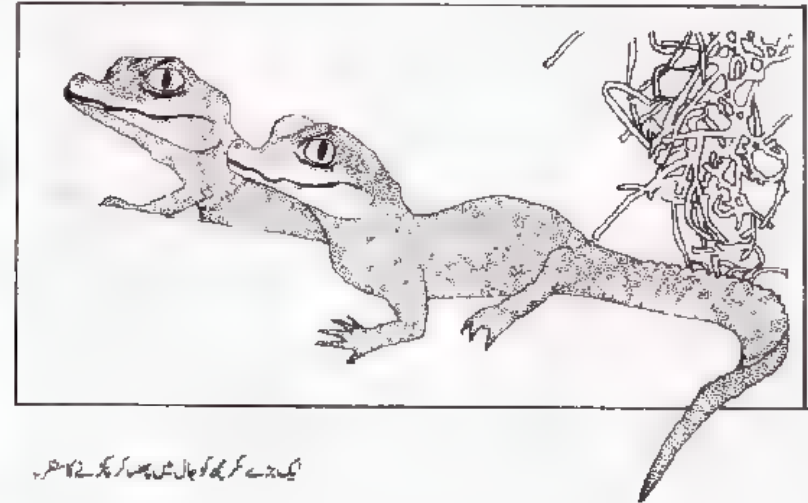


### مگر مچھوں کا مطالعہ

اس بات کا سروے کرنے کے علاوہ کہ مگر مچھوں کے قدرتی علاقوں میں اب کتنے اور کس قسم کے مگر مچھ باقی ہیں مگر مچھوں کے مختلف سرکاری قارموں اور مدارس کو کوڈائل بنک میں اس دے پیکر آبی جانور کی عادتوں اور خصوصیات کے مطالعہ کا کام بھی بڑے پیمانے پر جاری ہے۔

ہم استوینی، انسٹی ٹیوٹ اور نیشنل جیو گریفک سوسائٹی کی مدد سے 1985ء سے مدارس کو کوڈائل بنک میں تحقیق اور ریسرچ کا کام کر رہے ہیں۔ اس ریسرچ کی مدد سے سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ کچھوں کی طرح مگر مچھوں کے انڈوں میں بیجی والے نئے مگر مچھوں کی جنس نکلا اور وہ ابھی اس درجہ حرارت پر ہوتا ہے

یہ ہیں جنہوں نے ہر ایک کے ٹیکہ والے کیناں بنائی مگر مچھ۔۔۔ بڑے ہوئے ٹیکہ ان کی آنکھوں کے اوپر خاص قسم کے اہار سے نکل آئیں گے جیسی تو ہمیں ٹیکہ والے کہتا ہے۔



ایک بڑے مگر مچھ کو حال میں پھس کر پکڑنے کا سحر۔

جس میں یہ اڑا تیار ہو رہا ہو۔ لیکن یہاں حساب کھولنے سے ہٹلے، اگر اٹھوں کو 28 سے 31 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت میں تیار کیا جائے گا تو ان میں سے نکلنے والے سب گرچہ مادہ ہوں گے، اور اٹھوں سے بچے نکلنے میں تقریباً ۱۰۰ گج چائیں گے، اور اگر اٹھوں کو 32.5 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت میں رکھا جائے تو بچے صرف پندرہ 64 دن میں



گرچہ کسی طرح سے کسی بھی طرح نکلے والا ہے  
نکل آئیں گے اور سب کے سب نہ ہوں گے۔ اگر درجہ حرارت 32.5 سے 33 ڈگری سینٹی گریڈ رکھا جائے تو پیدا ہو۔  
والے بچوں میں نر اور مادہ دونوں ہوں گے۔ پستان دار جانوروں (mammals) اور پرندوں کے بچوں کی جنس کا قطعی  
نسلیات (genetic) سے ہوتا ہے۔

گرچہ بچوں کی خوراک بیاریوں اور عادیوں کے سلسلے میں بہت کچھ چھان بین کی گئی ہے اور اس سلسلے میں بھی مطالعہ کیا گیا  
ہے کہ عمر کے ساتھ ساتھ ان پر درجہ حرارت کا اثر پڑتا ہے۔ لیکن یہاں سے متعلق تجزیوں اور مطالعوں سے اندازہ ہوتا ہے  
کہ گرچہ ڈیڑھ سال کے اندر ان کا ایک میٹر تک لمبا ہو سکتا ہے۔



نر یا مادہ بچے نکلے نکلے کر رہا ہو سکتا ہے۔

گرچہ فارمنگ

ہم سب جانتے ہیں کہ انسان نے پچھلی صدیوں میں کئی قسم کے پستان دار جانداروں (mammals) اور







مگر آپس کی چھان بینیاں۔ مگر کی زبان پر پلٹے جانے والے ملک کے حدود کا سامنا تو رہا ہے۔

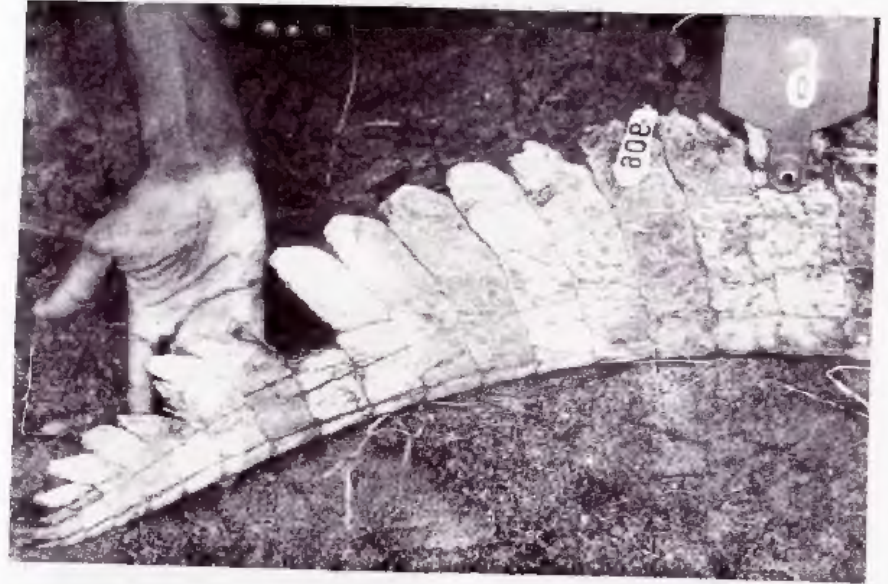
پرندوں کو سدھا کر اور پالتو جانور بنا کر فن کی ایسی ایسی قسمیں تیار کر لی ہیں جو بہت کارآمد ہیں۔ مثلاً نشوونما پانے والے چوڑوں، بیکٹوں کی ایسی نئی نئی قسمیں جنہیں انسان مختلف کاموں کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اور آپ اسے دیکھنے والے ایک جانور کو بھی سدھا کر پالتو بنایا ہے۔ یعنی مگر چھ کو۔ بہت سے ملکوں میں خاص کر آسٹریلیا اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ہزاروں ہزار کسان مگر چھ اور گھوڑیوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ قیمتی کھال اور لذیذ گوشت حاصل کر سکیں۔

چھین اور امریکہ میں پائے جانے والے گھوڑیال کا رنگ مگر نکالا ہوتا ہے۔ ان کی کھال پر ہلکے رنگ کے نشان



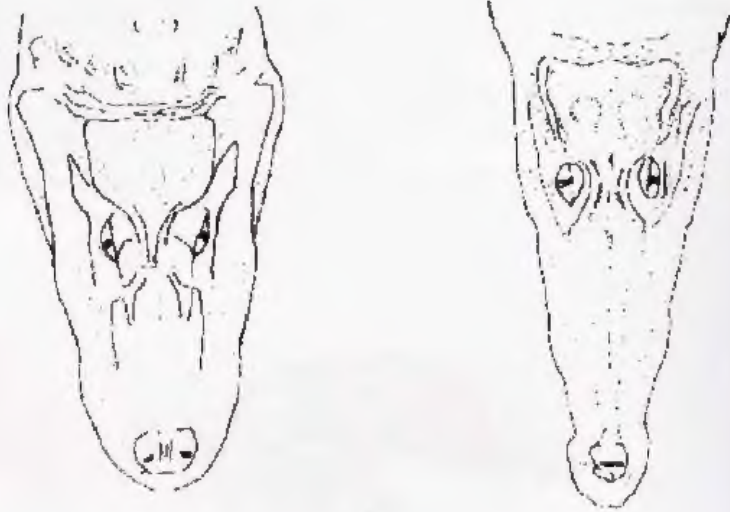
ایک مردہ مگر۔ یہ شاید کسی بڑے مگر کے ہاتھوں قتل ہوا ہے۔

سے ہوتے ہیں، اور ان کی تھو تھیں بہت چوڑی ہوتی ہیں۔ گھوڑا ل کے دانت اس کے چڑے میں سینے ہوئے خالوں میں سما جاتے ہیں، جسکی توان پر نظری نہیں پڑتی۔ مگر چھ عام طور پر گرم سیر علاقوں میں ملتا ہے۔ اس کی تھو تھنی متابقت



ایک مگر چھ کی، مہ اس پر چٹکی کوئی برچی کی مد سے ہر دشا سے بچھتا ممکن ہو سکے گا۔

تھگ ہوتی ہے، رنگ ہلکا، اور کھال پر پڑے ہوئے نشان گرمے رنگ کے ہوتے ہیں، اور اوپر اور نیچے کے ان گنت دانت ایک دوسرے پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی لئے تو وہ ہمیشہ ایسے لگتے ہیں، جیسے کوئی دانت کوسے مسکر رہا ہو۔ مگر چھ اور گھوڑا ل تو اب کئی پشتوں سے انسان کی لگائی ہوئی بند شوں اور حدود میں رہ کر ترتی کر رہے ہیں اور بڑی حد تک سدھ کر پالو ہو چکے ہیں۔ ان جانوروں کو مارنے سے دل تو بہت دکھتا ہے لیکن کیا کریں، سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ان کی نسل کو بچانے کے لئے انھیں مارنا ضروری ہے، کیا مطلب؟ بات یہ ہے کہ جیسا ہم آپ سب ہی یہ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں اور



اہل کھڑا گھوڑا ل کی چوڑی تھو تھنی کمارے پانی کے مگر چھ کی نوکیلی تھو تھنی کے متابقت میں۔

منطقہ حارہ کے دوسرے گرم ممالک میں انسانی آبادی بے حد تیزی سے ترقی کر رہی ہے، اس لئے ان علاقوں کے جنگلی جانوروں کو اپنی جگہ کے لئے بہت مشکلیں اٹھانا پڑ رہی ہیں، اور آئندہ بھی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یوں سمجھ کر جانوروں کی ایک نہ ایک قسم تو ہر سال ہی ختم ہو جاتی ہے، اب ایسے میں مگر چھوں کے جیسے جانور دل کی بھانور بھی مشکل ہے۔ جن سے انسان ڈرتا بھی ہے، مگر بھی کھاتا ہے اور ناپختہ بھی کرتا ہے۔ اس جانور کی بھانے کے لئے انسان کو یہ یقین دلانا ضروری ہے کہ یہ جانور خود انسان کے لئے کتنا کارآمد ہے۔





ایک مقام پر تھامی ایک پہلی مگر کا تھم میں پکڑے کڑا ہے۔

اگر انسان کو اندازہ ہو جائے کہ مگر کچھ کتنے کام کی چیز ہے تو شاید اسے مگر کچھ سے دلچسپی پیدا ہو جائے تب وہ  
 تھاہر ہے دلدلوں، زمینوں اور پانی کے ذخروں اور سیلوں کی پوری حفاظت کرے گا۔ اگر مگر بچوں کی موجودہ بستیوں،  
 اور ذخروں کی صحیح دیکھ بھال اور ان کا مناسب استعمال کیا جائے تو مگر بچوں کی جنگلی آبادی سے انسان کو سالانہ لاکھوں  
 روپے کی مالیت کے انڈے اور بچے حاصل ہو سکتے ہیں، پوران کی انمول جنگلی، بستیوں، کی حفاظت ہو کی سو الگ۔  
 تمام باتوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ بہت سے جنگلی جانوروں کی بھلا اور مستقبل کا دار و مدار اس بات پر ہو گا  
 کہ گوشت کھال اور دوسری چیزیں حاصل کرنے کے لئے ان کا استعمال ذمہ داری اور احتیاط سے کیا جائے۔ اس کے علاوہ

تال ہاؤس کے ہڈاں کرو کو انٹل بینک میں ہر سال بڑوں پہلی مگر چھ جنم لیتے ہیں۔





ان کی بھرپور اور صحت مند آبادیوں کو پہلے کی طرح ان کے آب و وطن ہی میں رہنے دیا جائے گا جنگلی جانوروں کی دیکھ بھال کرنے والوں کے لئے یہ ایک نیا چیلنج، نئی چٹوٹی ہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ ہم پورا بندوبست کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے بعد آنے والی نسلوں کو اس عظیم الشان جانور، دیکھنے والے اس آخری 'مکرم' کو اس کے آبائی وطن میں بھٹتے پھولتے دیکھنے کا موقع ہی نہ ملے۔

امریکی گمڑیل (alligator) دھنسی دھنسی آواز میں دشمن کو دھمکی دے رہا ہے۔

